بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمود، فاروق، فرزانہ

اور — انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر ۵۹۰

26.2.95

# فارمولے کی واپسی

السلام علیکم !

ایک بات سمجھ میں نہیں آتی — ہمارے مُلک کے خاص خاص لوگ اچانک وطن کیوں چھوڑ جاتے ہیں — اور وطن چھوڑ کر لندن کیوں چلے جاتے ہیں — آخر وہ مُلک میں رہ کر حالات کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے — انسان تو حالات کا مقابلہ کرتا ہے — مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے — دوسروں کو بتا دیتا ہے کہ میں اس وطن کا ہوں — اس وطن کے لیے ہوں — اس وطن میں رہوں گا — اسی وطن میں مروں گا — مجھ پر کوئی کیس بنے — کوئی مقدمہ چلے — مجھے جیل جانا پڑے یا دشمنوں کا وار سہنا پڑے — رہوں گا یہیں —

میرے اپنے ناقص ذہن میں تو یہی بات آتی ہے کہ وطن کا سچا ہمدرد وطن کو چھوڑ کر ہرگز نہیں





جائے گا — یہیں رہ کر ڈٹ کر مقابلہ کرے گا —

آپ اپنے ارد گرد کا جائزہ تو ذرا لیں — وطن کے کتنے مشہور لوگ وطن کو داغِ مفارقت دے چکے ہیں — اور میں سوچ رہا ہوں — ابھی نہ جانے اور کتنے لوگ کوچ کر جائیں گے —

ایک سوال یہ بھی ہے کہ آخر لندن ہی کیوں؟ کیا دُنیا میں ہمارے مُلک کے علاوہ صرف اور صرف بس لندن ہی ہے؟

اشتیاق

یکم فروری ۱۹۹۵ء

## ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

- یہ وقت نماز کا تو نہیں ___
- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا ___
- کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں ___
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا ___
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

مخلص:

اشتیاق احمد





# آگیا

"آج ضرور کچھ ہو کر رہے گا۔" فاروق نے لحاف میں سے منہ نکال کر کہا۔

"ہاں! بارش کے آثار تو ہیں.... سردی پہلے ہی غضب کی پڑ رہی ہے۔ ایسے میں بارش ہو گئی تو بس دانت ہی بجیں گے پھر تو۔" محمود نے بھی منہ باہر نکال لیا۔

"تم میرا مطلب غلط سمجھے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"یہ کوئی نئی بات نہیں.... تمہارا مطلب میں عام طور پر غلط ہی سمجھتا ہوں۔" محمود نے بھنا کر کہا۔

"تو کوشش کیا کرو نا درست سمجھنے کی۔" فرزانہ مسکرائی۔

"فاروق نے صرف یہی کہا ہے نا.... کہ آج کچھ ہو کر رہے گا.... اس سے اور کیا مطلب لیا جا سکتا ہے.... جب کہ آسمان پر بادل ہیں اور گرج چمک زوروں پر ہے۔"

"تو ایسے میں کوئی مجرم بھی تو اپنا وار کر سکتا ہے۔"

"اوہ! تم جرائم کی دنیا کی بات کر رہے ہو.... ان کا کیا ہے.... وہ تو کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں۔"

"لیکن بھئی.... میرا دایاں کان پھڑک رہا ہے.... میرا مطلب ہے.... ہمارے ساتھ کچھ ہو کر رہے گا۔"

"تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں.... ہم تو مجبور ہیں۔"

"ذرا سوچو.... اگر اس سرد رات میں اگر بارش بھی شروع ہو جائے اور ہمیں گھر سے نکلنا پڑ جائے.... جب کہ ہم لحافوں میں بھی دبکے ہوئے ہیں.... تو ہمارا کیا حال ہوگا۔" فاروق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"تم تو ہمارے بھی اوسان خطا کیے دے رہے ہو.... ایسی خوفناک باتیں کرنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ ہم سو جائیں۔"



"لیکن کیسے سو جائیں.... ان حالات میں نیند بھی تو نہیں آتی۔"

"اچھا تو پھر جاگتے ہیں، لیکن ہمیں پریشان تو نہ کرو۔" فرزانہ نے جل کر کہا۔

"ہائیں.... میں تمہیں پریشان کر رہا ہوں۔"

"بالکل.... اور کیا کر رہے ہو تم۔" محمود بولا۔

"ایک تو تم دونوں میرے خلاف ہمیشہ محاذ کھولے رہتے ہو.... کیا میں تم دونوں کا سوتیلا بھائی ہوں۔"

"ہائیں ہائیں۔ فاروق تم تو جذباتی ہو گئے.... ہم تو مذاق میں تم سے ایسی باتیں کرتے ہیں۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔



"میں جانتا ہوں.... میں بھی تو مذاق میں گرمی جھاڑ رہا تھا۔" فاروق مسکرایا۔

"خیر یہ تو اچھی بات ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"کون سی بات اچھی ہے.... کبھی اپنی بات کی وضاحت بھی کر دیا کرو،" محمود نے جل کر کہا۔

"اس موسم میں گرمی جھاڑنا.... کچھ تو درجہ حرارت زیادہ ہوگا۔" فرزانہ نے کہا۔

"مشکل ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا مشکل ہے۔" محمود اس کی طرف مڑا۔

"درجہ حرارت کم ہوتا.... میرا مطلب ہے.... اگر تم دونوں بھی میرے ساتھ مل کر گرمی جھاڑو تو شاید درجہ حرارت کچھ بڑھ جائے۔"

"لیکن سوال تو یہ ہے.... کہ کس پر جھاڑیں۔"

"اور کچھ نہیں تو موسم پر جھاڑ لیں۔" فاروق مسکرایا۔

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی۔

"ارے باپ رے.... آگیا۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"کون آگیا.... دماغ تو نہیں پھر گیا۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"بھئی فون آگیا.... کسی واردات کا.... اور اب ہمیں لحافوں سے نکلنا پڑے گا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"ارے باپ رے.... اسی بات سے میں ڈر رہا تھا۔" محمود نے جلدی

سے کہا۔

"کیا کہا محمود.... تم ڈر رہے تھے.... بھول رہے ہو.... ڈر فاروق رہا تھا.... البتہ یہ بات اور ہے کہ ہمیں ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"ہاں! یہی بات ہے، اور ہم خوف محسوس کرنے لگ گئے تھے.... گویا یہ حضرت اپنی کوشش میں کسی حد تک کامیاب ہو گئے تھے۔"

فون کی گھنٹی بجنی بند ہو گئی تھی.... غالباً" ان کے والد نے ریسیور اٹھا لیا تھا۔

"اس سے پہلے کہ ابا جان اس طرف آئیں.... لحاف منہ پر تان لو.... اور سو جاؤ.... ورنہ وہ جگا دیں گے، پھر اس موسم میں باہر جانا ہوگا۔"



"اگر وہ جگائیں گے تو کیا ہم سوتے رہیں گے.... جاگنا ہی پڑے گا۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"اوہو! تم منہ لحافوں میں چھپا کر دعا کرو تا کہ اس موسم میں نکلنا نہ پڑے۔"

"ارے.... وہ تم نے کیا کہا تھا.... تمہارا دایاں کان پھڑک رہا تھا۔" محمود نے چونک کر کہا۔

"بہت دیر بعد خیال آیا.... اب تو اس کا نتیجہ بھی نکل آیا ہے۔"

"خیر ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا.... یہ فون ہمارے کسی انکل کا بھی ہو سکتا ہے۔" محمود بولا۔

"انکل.... کون سے انکل۔"



"پروفیسر انکل کا.... یا پھر انکل خان رحمان کا۔"

"اس سردی میں.... رات کے نو بجے وہ کیوں لگے فون کرنے۔" فاروق مسکرایا

"ہماری طرح انھیں بھی نیند نہیں آرہی ہوگی۔"

"اوہ ہاں! یہی بات ہے.... ضرور یہ فون پروفیسر انکل کا ہوگا.... لہٰذا ہمیں اطمینان کا سانس لے لینا چاہیے۔"

عین اس وقت دستک ہوئی۔

"دیکھا.... میرے دائیں کان کی پھڑکن۔" فاروق نے جلدی سے کہا.... لیکن محمود نے لحاف سے نکل کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"دھت.... کیا بات ہے.... خیر تو ہے۔" اس نے دبی آواز میں کہا۔

"دستک ابا جان نے نہیں دی۔" محمود نے سرگوشی کی۔

"تو کیا ہوا.... امی جان نے دی ہوگی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"نہیں.... انداز ان کا بھی نہیں تھا.... اور پھر دستک ہمارے اس دروازے پر نہیں پائیں باغ والی کھڑکی پر ہوئی ہے۔"

"ارے باپ رے.... تب تو آگیا کیس۔" فاروق گھبرا گیا۔

اسی وقت دستک پھر ہوئی۔

"یار باہر کوئی مصیبت زدہ بھی ہو سکتا ہے.... جلدی سے کھڑکی کھول ڈالو۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"م.... میں کھول ڈالوں.... لحاف سے تم نکلے کھڑے ہو.... تم ہی

کھولو۔" فاروق بولا

"فرزانہ... تم کھولو گی کھڑکی۔"

"ہنک... کوئی اور چیز کھلوا۔" فرزانہ نے گھبرا کر کہا۔

"ڈرپوک... بزدل۔" اس نے جھلا کر کہا اور کھڑکی کی طرف بڑھا۔

"تم نے ہم دونوں میں سے ڈرپوک کسے کہا اور بزدل کسے؟" فاروق نے جلدی سے پوچھا۔

"اپنی پسند کے مطابق لے لو..." اس نے جھلا کر کہا اور کھڑکی کھول دی۔

باہر خون میں نہایا ایک آدمی کھڑا تھا۔



انسپکٹر جمشید نے فون کا ریسیور اٹھایا تو پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی۔

"یار جمشید... تمہیں اس وقت تکلیف دے رہا ہوں۔"

"کوئی پروا نہ کریں..." وہ بولے۔

"پروفیسر الماس کو جانتے ہو۔"

"ہمارے ملک کے اچھے سائنس دانوں میں سے ہیں۔" وہ بولے

"بالکل ٹھیک..." وہ کسی بڑی مصیبت میں ہیں... انہوں نے ابھی ابھی مجھے فون کیا تھا... گھبرائی ہوئی آواز میں کہہ رہے تھے کہ میری مدد کرسکتے ہیں تو فوراً آنے کی کوشش کریں' ورنہ پھر شاید میں اس دنیا میں نہ ملوں۔"



"اوہو اچھا... تو پھر میں وہاں پہنچ رہا ہوں... آپ فکر نہ کریں۔"

"میں بھی روانہ ہو رہا ہوں... پہلے تم میری طرف آئے تو وقت ضائع ہوگا... لہٰذا اس طرف ہی پہنچنے کی کرو۔"

"ٹھیک ہے... میں ایک منٹ بھی ضائع کیے بغیر گھر سے نکل رہا ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ انہوں نے ریسیور رکھ دیا' جن کپڑوں میں تھے انہی میں کمرے سے نکلے... بیگم جمشید گہری نیند میں تھیں... انہیں بھی نہ جگایا... محمود فاروق اور فرزانہ کے کمرے کے پاس سے گزرنے لگے تو ایک لمحے کے بعد رکے... غالباً" اس خیال سے کہ انہیں ساتھ لیں یا نہ لیں... پھر یہ سوچ کر آگے بڑھ گئے کہ ایک تو سردی بہت ہے... دوسرے انہیں ساتھ لینے میں ایک دو منٹ اور ضائع ہوجائیں گے... صرف ایک منٹ بعد وہ اپنی کار میں بیٹھ کر باہر نکل چکے تھے... وہ بھی اس طرح کہ ہلکی سی آواز بھی گھر کے اندر نہ جاسکی۔

بارش شروع ہوچکی تھی... ابھی اس میں تیزی نہیں آئی تھی' تاہم ہوا بہت سرد تھی... لیکن کار میں انہیں سردی کا احساس نہ ہوا... ہوتا تو بھی وہ پروا کرنے والے نہیں تھے۔

سڑکیں سنسان پڑی تھیں... موسم سرما میں رات کے نو بجے بھی آدھی رات کا سماں لگتا ہے اور اس وقت تو بارش اور سرد ہوا بھی تھی... دور دور تک نہ تو کوئی گاڑی نظر آرہی تھی نہ کوئی انسان۔ بجلی کی گرج اور چمک ضرور انہیں اپنی طاقت کا احساس دلا رہی تھیں۔

انہیں پروفیسر الماس کی تجربہ گاہ معلوم تھی.... وہ شہر سے باہر ایک سرے پر واقع تھی.... اس کے چاروں طرف گھنے درخت تھے.... مین سڑک سے اتر کر ذیلی سڑک پر بھی پندرہ منٹ تک سفر کرنا پڑتا تھا' لیکن اس وقت انہوں نے یہ راستا صرف سات منٹ میں طے کیا.... تجربہ گاہ کے سامنے پہنچ کر انہیں ایک جھٹکا سا لگا.... وہاں گھپ اندھیرا تھا.... انہوں نے جیب سے ٹارچ نکالی.... اس کی روشنی دروازے پر ڈالی.... دروازہ کھلا تھا اور وہاں ایک لاش پڑی تھی۔

"ارے باپ رے.... معلوم ہوتا ہے یہاں تو کھیل ختم ہو چکا ہے۔"

انہوں نے کانپ کر کہا اور آگے بڑھے.... لاش کے چہرے پر ٹارچ کی روشنی ڈالی.... لاش پروفیسر الماس کی نہیں تھی' البتہ ان کے ایک اسسٹنٹ کی تھی.... اب وہ اندر داخل ہوئے.... سوئچ بورڈ تلاش کرکے بٹن دبائے' لیکن روشنی نہ ہوئی' اب انہوں نے فیوز چیک کیا.... فیوز اڑا ہوا تھا.... جیب سے تار نکال کر انہوں نے فیوز لگایا.... تجربہ گاہ.... روشن ہو گئی' روشنی ہوتے ہی انہوں نے دل ہلا دینے والا منظر دیکھا.... تجربہ گاہ میں جابجا خون پھیلا ہوا تھا.... گویا وہاں اچھا بھلا خون خرابہ ہوا تھا.... وہ اور آگے بڑھے.... یہ احتیاط بھی کر رہے تھے کہ کوئی نشان ضائع نہ ہو جائے.... انہوں نے پوری تجربہ گاہ دیکھ ڈالی.... پروفیسر الماس انہیں کہیں بھی نظر نہ آئے۔

اس وقت باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی.... وہ فوراً دروازے پر آگئے.... پروفیسر داؤد کار سے نکل رہے تھے.... دروازے پر پہنچتے ہی وہ



دھک سے رہ گئے۔

"اف مالک! یہ کیا؟"

"پروفیسر الماس کے اسسٹنٹ ہیں یہ غالباً".... انسپکٹر جمشید بولے۔

"غالباً" نہیں.... یقیناً".... ان کا نام عرفان واسطی تھا.... بہت محب وطن تھے.... ارے مگر.... پروفیسر الماس کہاں ہیں.... دوسرے اسسٹنٹ نادر جلال کہاں ہیں۔"

"تو کیا ان کے دو اسسٹنٹ تھے؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں جمشید.... کیا اندر دوسرے کی لاش موجود نہیں ہے۔"

"نہیں.... اور نہ اندر پروفیسر موجود ہیں.... باقی عملہ بھی نہیں ہے۔"

"باقی عملہ تو خیر آج یہاں ہوتا بھی نہیں.... آج جمعرات کا دن ہے.... اور کل چھٹی کا دن.... جمعرات کی شام کو ہی سارا عملہ اپنے اپنے گھر چلا جاتا ہے اور جمعہ گزار کر آتا ہے۔"

"تب پھر یہ اسسٹنٹ یہاں کیوں تھے۔"

"دونوں اسسٹنٹ جمعرات کو بھی نہیں جاتے.... یہ دونوں دنیا میں اکیلے ہیں.... جمعے کے روز کبھی کبھار سیر کے لئے چلے جاتے ہیں۔"

"اوہ اچھا.... لیکن میں پوری تجربہ گاہ دیکھ چکا ہوں.... اندر خون پھیلا ہوا ہے.... پروفیسر صاحب اور دوسرے اسسٹنٹ کہیں بھی نظر نہیں آئے.... ٹھہریے.... پہلے اکرام کو فون کرلوں.... نشانات بہت اہم ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ فون کی طرف بڑھے.... پھر خیال آنے پر ریسیور پر رومال

ڈال کر اس کو اس طرح اٹھایا کہ اگر اس پر کسی کی انگلیوں کے نشانات ہوں تو وہ ضائع نہ ہوں.... پھر نمبر ملانے کے بعد بولے۔"

"السلام علیکم اکرام۔"

"اوہ سر آپ ہیں.... خیریت تو ہے۔"

"اس شدید موسم میں بستر سے نکلنا مشکل تو بہت لگتا ہے اکرام.... لیکن ہم مجبور ہیں۔"

"کوئی بات نہیں سر.... آپ حکم کریں.... آپ کو بستر سے نکلنے کی ضرورت نہیں.... میں خود حکم کی تعمیل کروں گا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"میں بستر سے نہیں.... پروفیسر الماس کی تجربہ گاہ سے بات کر رہا ہوں۔"

"اوہ! کیا وہاں کوئی گڑ بڑ ہے۔"

"کوئی ایسی ویسی گڑبڑ.... تجربہ گاہ کے دروازے پر ایک عدد لاش موجود ہے.... پروفیسر الماس اور ان کے دوسرے اسسٹنٹ غائب ہیں.... تجربہ گاہ میں ہر طرف خون پھیلا ہوا ہے۔"

"اوہ! میں ابھی گیا سر.... ہم آ رہے ہیں۔"

"شکریہ اکرام...." انہوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"جب تک اکرام آکر نشانات نہیں اٹھوالیتا اور ان سب چیزوں کی تصاویر نہیں لے لی جاتیں اس وقت تک ہم کوئی کام نہیں کرسکتے.... کوئی



جائزہ نہیں لے سکتے.... کیونکہ اس طرح نشانات ضائع ہو سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"کیا پروفیسر الماس ان دنوں کسی خاص تجربے پر کام کر رہے تھے۔"

"اوہ ہاں! یہ تو ہے۔"

"تب تو آپ کو کچھ تفصیل ضرور معلوم ہوگی۔"

"ہاں اچھی بھلی.... میری ان سے فون پر اکثر بات چیت ہوتی رہتی ہے۔"

"بہت خوب.... ذرا ایک منٹ۔"

اس کے بعد انہوں نے ادھر ادھر چند ضروری فون کیے.... اعلیٰ حکام سے بحری، ہوائی اور خشکی کے تمام راستوں کی نگرانی کرانے کی درخواست کی پھر پروفیسر داؤد کی طرف مڑے۔



"ہاں! اب بتائیں، آپ کیا کچھ بتا سکتے تھے۔"

"دنیا میں پٹرول کی مانگ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے.... اور جن ملکوں کے پاس پٹرول ہے.... وہ دوسروں کو دباؤ میں لیتے رہتے ہیں، پروفیسر الماس ایک ایسی گیس ایجاد کرنا چاہتے تھے جو پٹرول کا کام دے سکے.... یعنی اس قدر کم قیمت کہ پھر پٹرول کو کوئی نہ پوچھے.... وہ ایک مشین ایجاد کر چکے تھے.... جن میں چند کیمیکلز ڈال کر گیس تیار کی جا سکتی ہے.... اب انہیں ان کیمیکلز کی تلاش تھی.... جن سے وہ گیس پیدا ہوتی.... انہوں نے ایک دن بتایا تھا کہ وہ پچاس فیصد کامیابی حاصل کرتے ہیں اور اگر وہ اپنے اس تجربے

میں کامیاب ہوگئے تو دنیا پٹرول کی محتاج نہیں رہے گی.... پھر یہ بڑے ملک چھوٹے ملکوں کو دبا نہیں سکیں گے.... اور ہمارا ملک بھی آزادانہ جی سکے گا۔"

"بہت خوب! یہ تو وقت کی اہم ایجاد ہوگی۔"

"ہاں! لیکن جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں.... یہاں کیا حالات ہیں.... تو اب میں فکر مند ہوگیا ہوں، کہیں پروفیسر الماس صاحب کو اسی گیس کی وجہ سے تو اغوا نہیں کرلیا گیا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے.... اگر وہ یہ گیس ایجاد کرچکے ہیں.... اور اس کی خبر دشمن ممالک کو لگ گئی ہے.... تب تو ان کی خیر نہیں.... دشمن ان سے اس گیس کا فارمولا حاصل کرنے کی سرتوڑ کوشش کرے گا۔"

"ہاں! یہی چیز پریشان کرنے والی ہے۔"

عین اسی وقت انھیں تجربہ گاہ کے اندر کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی۔

○☆○
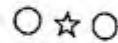


بجھا.... گویا جلدی میں اس کو پوری طرح نہیں بجھایا جاسکا.... اب اگر یہ سوئے پڑے ہیں تو یہ ٹکڑا کیوں ذرا سا سلگ رہا ہے.... اس کا جواب آپ دے دیں.... ہم یہیں سے واپس مڑجاتے ہیں۔"

"نن.... نہیں۔" وہ چلائی۔

"کک.... کیا مطلب.... یہ آپ نے کہا تھا.... نن نہیں۔" محمود نے حیران ہوکر کہا۔

"مطلب یہ کہ یہ واقعی جاگ رہے تھے.... لیکن جب گھنٹی بجی تو انھوں نے خیال کیا کہ آنے والا ان کا کوئی دوست ہے.... شدید سردی میں یہ گھر سے باہر جانا نہیں چاہتے تھے، لہٰذا انھوں نے مجھے ہدایت دی کہ میں آنے والے کو بتادوں کہ آپ گھر میں نہیں ہیں.... اب ہمیں کیا معلوم تھا کہ آنے والے ان کے دوست نہیں، محکمہ سراغرسانی کے خاص لوگ ہیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں.... اب تو معلوم ہوگیا.... اٹھیے صاحب۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

اور عامر ابرار اٹھ کر بیٹھ گیا.... اس کے چہرے پر شرمندگی تھی۔

"لیکن آپ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

"یہ بٹوہ دیکھیے.... کیا یہ آپ کا ہے۔؟"

"ارے.... یہ آپ کو کہاں سے ملا.... میں تو اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گیا ہوں۔" وہ چونکا۔

# ہم آرہے ہیں

"بب باہر... کیا خون کی بارش ہو رہی ہے۔" فاروق ہکلایا۔

"خون... خون کی بارش... کیا مطلب؟ وہ چونکا... ویسے اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا' یوں لگتا تھا جیسے بہت دور سے بھاگتا ہوا آرہا ہو۔"

"تب پھر آپ خون میں کیوں نہائے ہوئے ہیں۔"

"میں زخمی ہوں... میرے جسم میں کئی گولیاں ہیں۔"

"ارے باپ رے... آپ... آپ اندر آجائیں... ہم ابھی ڈاکٹر کو بلاتے ہیں۔"

"لیکن میرے پاس وقت بہت کم ہے... وہ مجھے تو خیر مار ہی ڈالیں گے... انہیں بھی نہیں چھوڑیں گے۔"

عین اس وقت دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔

ویسے آپ اندر آجائیں... پھر بات کریں گے... شاید حملہ آور نزدیک آگئے ہیں۔"

"اگر میں اندر داخل ہوا تو پھر میرے ساتھ آپ لوگ بھی مصیبت





"یہ ہمیں ہمارے گھر کے پائیں باغ سے ملا ہے... ہمارے نام تو آپ کو معلوم ہو ہی چکے ہیں... ہم محمود اور فرزانہ ہیں... اس وقت اتفاق سے فاروق ہمارے ساتھ نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے... لیکن میرا یہ پرس آج دن میں کسی جیب کترے نے نکال لیا تھا۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر آپ کو اس کی چوری کی رپورٹ درج کروانی چاہیے تھی۔" محمود نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اور میں نے ایسا کیا تھا۔"

"کیا کہا... آپ نے ایسا کیا تھا' یعنی چوری کی رپورٹ درج کروائی تھی۔"

"ہاں! بالکل کروائی تھی... طور روڈ کے تھانے میں درج آپ رپورٹ دیکھ سکتے ہیں۔"

"محمود اور فرزانہ کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی۔"

"کیا میں فون کر سکتا ہوں۔"

"جی ضرور۔" اس نے کہا۔

محمود اٹھا اور تھانے کے نمبر اس سے پوچھ کر ڈائل کیے۔

"ہیلو... کیا یہ طوری روڈ کا پولیس اسٹیشن ہے۔"

"جی ہاں! فرمائیے... کیا حکم ہے۔"

"کیا انسپکٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔"

میں پھنس جائیں گے.... کیا یہ انسپکٹر جمشید کا گھر ہے۔"

وہ زور سے چونکے۔

"ہاں! کیا آپ کو یہیں آنا تھا۔" محمود جلدی سے بولا۔

"بالکل.... میں نے ایک بار آپ کا گھر دیکھا تھا.... اس لئے میں غلط جگہ نہیں آیا.... مجھے آپ لوگ باہر ہی رہنے دیں' وہ مجھے مار کر چلے جائیں گے.... آپ دروازے بند کرلیں اور یہ بات سن لیں.... وہ لوگ میرے ساتھی اور میرے آفیسر کو قتل کردیں گے۔"

"کیا کہا.... آپ کن کی بات کررہے ہیں۔"

عین اس وقت گولیوں کی باڑھ ماری گئی اور وہ نیچے گر گیا.... انھیں اندر کی طرف دبک جانا پڑا.... کئی گولیاں ان کے کمرے کی سامنے والی دیوار سے ٹکرائیں۔



"دروازہ بند کرلو اور چھت پر آجاؤ۔" محمود نے کہا اور چھت کی طرف دوڑ لگادی.... فاروق نے فوراً کھڑکی بند کردی' اب دونوں اوپر پہنچے۔

"افسوس' وہ میرے آنے سے پہلے نکل گئے.... گویا ہم اس بے چارے کو ان ظالموں سے نہیں بچاسکے۔" محمود بولا۔

"اس بے چارے کو تو نہیں بچاسکے.... میں ان اور بے چاروں کے بارے میں سوچ رہا ہوں.... جن کا یہ ذکر کررہا تھا.... پتا نہیں.... وہ کون ہیں.... اور یہ لوگ ان کے پیچھے کیوں پڑے ہیں۔"

"کوئی خوفناک چکر لگتا ہے۔" فرزانہ نے کہا۔



"آؤ پہلے تو اسے دیکھ لیں' شاید ابھی وہ زندہ ہو اور کچھ بتاسکے۔"

وہ نیچے آئے اور دروازہ کھول کر پائیں باغ میں پہنچے.... زخمی ساکت پڑا تھا۔

"ارے بھئی ابھی اسی دنیا میں موجود ہو یا آخری سفر پر روانہ ہوچکے ہو۔" فاروق نے کہا۔

"خدا کا خوف کرو.... کیسی باتیں کررہے ہو۔"

"کیوں! کیا میں نے کوئی غلط بات کہ دی.... میں نے صرف یہ پوچھا ہے.... زندہ ہو یا مرچکے ہو.... بس الفاظ دوسرے استعمال کیے ہیں۔"

"اچھا دماغ نہ چاٹو.... میں پہلے بھی پریشان ہوں۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

اب وہ اس کے پاس آئے.... اس میں ابھی جان باقی تھی.... لیکن وہ مکمل طور پر بے ہوش تھا اور لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

"اے بھائی صاحب.... کیا نام ہے آپ کا.... چلو خیر.... میں آپ کو فی الحال زخمی بھائی صاحب کہ لیتا ہوں.... کچھ بات چیت کرنے کے قابل ہیں یا نہیں۔"

اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا.... اب وہ اس کے نزدیک بیٹھ گئے.... اسے ہلا جلا کر دیکھا.... لیکن وہ دوسری دنیا کو سدھار چکا تھا.... انہوں نے اس کی تلاشی لی.... اس کی جیب سے شناختی کارڈ اور چند دوسری چیزیں نکلیں.... ٹارچ کی روشنی میں انہوں نے کارڈ پڑھا۔"

"نادر جلال.... تجربہ گاہ پروفیسر الماس۔"

"ارے! یہ نام تو جانا پہچانا ہے.... شاید پروفیسر انکل سے سنا ہو گا.... ٹھہرو پہلے ہم فون کرتے ہیں۔"

اور پھر محمود نے اندر جا کر پروفیسر داؤد کو فون کیا.... دوسری طرف سے شائستہ کی آواز سنائی دی۔

"آہا.... یہ آواز تو محمود بھائی کی ہے۔"

"پہلے.... انکل سے بات کروا دو۔"

"لیکن وہ تو ابھی ابھی بہت گھبرائے ہوئے کہیں گئے ہیں.... ارے ہاں جانے سے پہلے انہوں نے انکل کو بھی تو فون کیا تھا۔"



"اوہو اچھا.... خیر.... ہم خود انہیں تلاش کر لیتے ہیں۔"

اب انہوں نے ڈائریکٹری میں پروفیسر الماس کے نمبر دیکھے اور فون کیا' دوسری طرف سے فوراً انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

"ہائیں.... آپ یہاں ہیں۔"

"حیرت ہے.... تم نے یہاں کیسے فون کر ڈالا۔"

"پروفیسر کے اسسٹنٹ نادر جلال ہماری کھڑکی کے پاس مردہ حالت میں پڑے ہیں.... ان کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ہے۔"

"اوہو اچھا۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"ادھر کیا حالات ہیں۔"

"دوسرے اسسٹنٹ عرفان واسطی تجربہ گاہ کے دروازے پر پڑے



ہیں.... البتہ پروفیسر الماس غائب ہیں.... غالباً" حملہ آور انہیں لے گئے ہیں۔"

"تو پھر ہمارے لئے کیا کام ہے۔"

"محمد حسین آزاد کو فون کر دو.... لاش کی تصاویر لے لی جائیں اور دوسری ضروری کارروائی مکمل کر لی جائے۔"

"بس! اس کے علاوہ تو کوئی کام نہیں۔"

"نہیں.... رات بہت سرد ہے.... لمبی تان کر سو جانا۔"

"بہت بہت شکریہ.... آپ نے تو آج ہمارے دل کی بات کر دی۔"

"گویا اس کیس کے بارے میں جاننے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں محسوس ہوئی۔"

"محسوس تو کر رہے ہیں.... لیکن سردی اس سے کہیں زیادہ ہے۔"

محمود مسکرایا۔

"اچھا خیر...." انسپکٹر جمشید نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

محمود نے اب محمد حسین آزاد کے نمبر ملائے.... اس کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"ہالو.... کیا تکلیف ہے.... یہ کون سا وقت ہے فون کرنے کا.... وہ بھی اس موسم میں۔"

"قتل کرنے والے موسموں کی پروا نہیں کرتے۔" محمود نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا کہا.... تم نے کسی کو قتل کردیا ہے.... ارے باپ رے.... احمق آدمی.... قتل کرنے کے لئے تم نے کس موسم کو پسند کیا... کیا موسم گرما تک انتظار نہیں کرسکتے تھے۔"

"وہ پروفیسر الماس کا فارمولا چراتا تھا نا.... اس لئے انتظار نہیں کیا جاسکتا تھا۔"

"یہ ایک اور کہ دی.... یہ پروفیسر الماس کون ہیں۔"

"ہمارے ملک کے ایک مشہور سائنس دان ہیں.... اچھا آپ یوں کریں کہ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں.... یہاں ایک لاش آپ کا انتظار کررہی ہے۔"



"کیا!!! یہ آواز تو محمود صاحب کی ہے.... چار سو بیس کہیں کے.... اب تم میرے سر انسپکٹر جمشید کے بیٹے محمود صاحب کی آواز کی نقل کرنے لگے.... حد ہوگئی۔"

"مجھے اپنی آواز نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے انکل.... آپ جلدی سے عملے سمیت آجائیں۔"

"ارے باپ رے.... یہ تو سچ مچ آپ بات کررہے ہیں.... پتا نہیں میں کیا کچھ بک گیا۔"

"پروا نہ کریں.... آپ آنے کی کریں۔" یہ کہ کر محمود نے ریسیور رکھ دیا۔

اب انہوں نے پائیں باغ کے دروازے سے لے کر کھڑکی تک کے



راستے کو بغور دیکھا.... پائیں باغ والا دروازہ وہ بند نہیں رکھتے تھے.... کیونکہ کسی وقت بھی کسی کو مدد کے لئے آنے کی ضرورت پیش آجاتی تھی اور ایسا بارہا مرتبہ ہوچکا تھا.... اس وقت بھی نادر جلال اسی راستے سے اندر آیا تھا.... لیکن حملہ آوروں نے اسے مہلت نہیں دی تھی اور نہ انہیں موقع مل سکا تھا۔

"آہا! یہ کیا چیز پڑی ہے.... بٹوہ...." فرزانہ چلا کر بولی۔

"کیا کیا.... بٹوہ.... تب پھر یہ کسی حملہ آور کا ہے.... مزا آگیا" فاروق بولا۔

"بھئی یہ ضروری نہیں۔" فرزانہ مسکرائی

"کیا ضروری نہیں تم ہر وقت ضروری اور غیر ضروری کے چکر میں پڑی رہتی ہو۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"یہ کہ مزا آہی جائے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"مزے کو ہم سے خدا واسطے کا بیر ہے کیا.... کہ آئے گا نہیں۔" فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"مزے کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑ گئے.... پہلے بٹوے کو تو دیکھ لو۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"اس کے پر تو نکل نہیں آئیں گے کہ یہ پھر سے اڑ جائے گا۔"

یہ کہ کر فرزانہ نے بٹوہ اٹھالیا اور اسے کھول ڈالا.... اس میں کرنسی نوٹ بھرے پڑے تھے.... اس میں شناختی کارڈ بھی تھا.... بٹوہ کسی عامر ابرار

کا تھا... پتے کی جگہ ۴۰ طوری روڈ درج تھا۔

"رات غارت ہو گئی... ابا جان کی ہدایت کے مطابق ہم اب آرام نہیں کر سکیں گے۔" فرزانہ بولی

"ایسی بھی کیا بات ہے... ہم ان صاحب کو صبح چیک کر لیں گے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"حد ہو گئی... ارے بھائی... اب تک اسے پتا چل چکا ہو گا کہ اس کا بٹوہ یہاں گر گیا ہے... لہٰذا وہ فرار کی تیاریاں کر رہا ہو گا... صبح تک تو اس کا نام و نشان تک نہیں ملے گا... ہم اسے پکڑ سکتے ہیں تو اس وقت۔" محمود جلدی جلدی بولا۔



"بہت خوب! یہ کی ہے کام کی بات۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہیں اور محمود کی بات کام کی نظر نہ آئے۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"اگر تمہیں زیادہ سردی لگ رہی ہے تو تم آرام کرو... ہم خود عامر ابرار کو دیکھ لیں گے۔"

"واہ... بھائی بہن ہوں تو ایسے... میں تو چلا لحاف میں۔"

اس نے کہا اور لاش کے پاس سے ہوتا ہوا کھڑکی پھلانگ کر کمرے میں چلا گیا۔

"ہائیں! یہ تو واقعی چلا گیا... میرا خیال تھا بن رہا ہے اور ہمارے ساتھ چلے گا۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔



"کوئی بات نہیں... ہم اس کے بغیر بھی اپنا کام کر سکتے ہیں۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

اور پھر محمد حسین آزاد وہاں ماہرین کے ساتھ پہنچ گیا... انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا... اب وہاں ان کا کوئی کام نہیں تھا... لہٰذا کار میں بیٹھ کر طوری روڈ کی طرف روانہ ہوئے۔ ۴۰ نمبر کی عمارت تلاش کرنے میں انہیں کوئی دقت نہ ہوئی... دونوں کار سے اترے، محمود نے آگے بڑھ کر دستک دی... تین بار دستک دینے کے بعد کہیں جا کر ایک عورت نے دروازہ کھولا اور ناخوش گوار انداز میں بولی۔

"کیا بات ہے... کیا آپ نے لوگوں کی نیند حرام کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔"

"کوشش کی تھی... ملا نہیں۔" محمود نے کہا۔

"کیا نہیں ملا... عورت کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی... ٹھیکیدار۔" وہ بولا۔

"کیا مطلب..." عورت کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی... ٹھیکہ۔" وہ بولا

"کیا مطلب۔" اب آپ میرا مذاق بھی اڑائیں گے۔

"وہ اس موسم میں اڑ نہیں سکے گا... ویسے ہمیں عامر ابرار صاحب سے ملنا ہے۔"

"صبح آئیں... اس وقت تو وہ حضرت نہ جانے کہاں ہوں گے۔"

"کیا مطلب.... کیا وہ رات کو گھر میں نہیں ٹکتے۔"

"نہیں.... رات ان کی ہوٹلوں میں گزرتی ہے.... صبح آجائیں گے اور سوجائیں گے۔"

"وہ کرتے کیا ہیں۔"

"ہوٹل میں بیٹھ کر پیسے کماتے ہیں.... نہ جانے کیسے؟"

"خیر کوئی بات نہیں.... ہم صبح آجائیں گے۔"

"شکریہ۔" اس نے کہا اور واپس مڑنے لگی۔

"ایک منٹ!" محمود نے فوراً کہا

"ہاں! اب کیا ہے۔"

"میرا خیال ہے.... آپ نے ہم سے جھوٹ بولا ہے.... عامر صاحب گھر میں ہیں۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

"بس اندازہ.... انسان کی زبان ضرور جھوٹ بول سکتی ہے.... لیکن اس کی آنکھیں سچ اگل دیتی ہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولی۔

"آپ کی آنکھیں کہہ رہی ہیں کہ عامر ابرار صاحب اندر ہیں۔"

"میں نے کہا نا.... وہ باہر ہیں.... صبح آئیں۔" اس کا لہجہ سخت ہوگیا۔

"اچھا تو پھر ہمیں اندر کی تلاشی لینے دیں۔"

"تلاشی.... کیوں کیا آپ کا تعلق پولیس سے ہے۔"



"ہاں! یہ دیکھیے.... ہمارے کارڈ۔" انہوں نے اپنے کارڈ نکال کر دکھادیئے۔

اس کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی۔

"لیکن تلاشی لینے کے لئے صرف کارڈ کافی نہیں.... تلاشی کے وارنٹ ہونے چاہئیں۔"

"وارنٹ بھی دکھادیتے ہیں۔" یہ کہہ کر محمود نے خصوصی اجازت نامہ دکھایا.... اس کو پڑھ کر اس کی الجھن اور بڑھ گئی۔

"ایک منٹ.... میں ابھی آئی.... آپ یہیں ٹھہریئے۔"

یہ کہہ کر وہ اندر مڑنے لگی اور دروازہ بند کرنے لگی.... لیکن محمود نے دروازے میں پاؤں اڑا دیا۔

"نہیں محترمہ! ہم آپ کے ساتھ اندر چلیں گے۔"

"یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔"

"لیکن کسی کو قتل کرنا اس سے کہیں زیادہ غلط ہے۔"

"کیا کہا قتل.... نہیں.... یہ غلط ہے.... میرے شوہر قتل جیسا جرم نہیں کرسکتے۔"

"تب پھر تلاشی دینے میں کیا حرج ہے۔"

اور وہ اس کے ساتھ ہی اندر داخل ہوگئے.... دروازہ اندر سے بند کرلیا گیا.... وہ سیدھے اس کمرے میں آئے.... جس میں روشنی ہو رہی تھی.... کمرے میں ڈبل بیڈ موجود تھا اور اس کے ایک طرف ایک نوجوان

آدمی سویا ہوا تھا۔

انہوں نے بغور کمرے کا جائزہ لیا اور پھر مسکرا دیئے۔

"اٹھئے جناب.... آپ کو ہمارے سوالات کے جوابات دینا ہیں۔" محمود نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"یہ سو رہے ہیں۔" عورت بولی۔

"ہم جانتے ہیں.... یہ سو نہیں رہے.... بس آنکھیں بند کیے پڑے ہیں۔"

"غلط.... یہ گہری نیند سو رہے ہیں۔"

"آپ سگریٹ پیتی ہیں۔"



"میں.... نہیں تو.... کیوں۔"

"اور جب ہم نے دستک دی تو آپ اس وقت سو رہی تھیں۔"

"ہاں بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"اور یہ بھی سو رہے تھے۔"

"ہاں اور کیا۔" اس نے کہا۔

"شکریہ.... اس کا مطلب ہے.... دروازے پر آپ غلط بیانی کر رہی تھیں۔"

"اس خیال سے کہ میرے شوہر بے آرام نہ ہوں۔"

"لیکن محترمہ.... آپ ذرا اس ایش ٹرے کو دیکھیے.... اس میں سگریٹ کے ٹکڑے موجود ہیں.... اور ایک ٹکڑا ابھی پوری طرح نہیں



"جی بالکل۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہت خوب.... ہم آرہے ہیں۔"

عین اس وقت عامر ابرار کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔

○ ☆ ○

# میرے ساتھ آئیں

"یہ.... یہ کیا! یہ آواز کیسی تھی.... اندر تو کوئی بھی نہیں ہے...." پروفیسر داؤد نے بوکھلا کر کہا۔

"ہوسکتا ہے کوئی بلی وغیرہ پروفیسر صاحب نے پال رکھی ہو.... اس نے کوئی چیز گرائی ہو۔"

"پھر بھی چیک تو کرنا پڑے گا۔"

"ہاں ٹھیک ہے.... آیئے.... دیکھتے ہیں۔"

انہوں نے یہ چیز جوں کی توں چھوڑدی اور اندر کی طرف بڑھے، عمارت کا ایک ایک حصہ دیکھ ڈالا.... لیکن کوئی گڑبڑ نظر نہ آئی.... نہ کوئی چیز گری ہوئی نظر آئی۔

"حیرت ہے.... اگر کوئی چیز گری نہیں تھی تو پھر آواز کیسے پیدا ہوگئی۔" انسپکٹر جمشید نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"اور نہ کوئی بلی وغیرہ اندر نظر آئی...." پروفیسر داؤد نے کہا۔

"جی ہاں.... اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ





ضرور ہے۔"

عین اس وقت باہر پولیس کی گاڑیوں کی آواز سنائی دی۔

"آیئے.... پہلے ان لوگوں سے بات کرلیں.... آواز والے معاملے کو بعد میں دیکھ لیں گے۔"

وہ باہر آئے تو اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ عمارت کے دروازے پر کھڑا نظر آیا۔

"اس کی خوفناکی اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب دوسرے اسسٹنٹ ہمارے گھر کے پائیں باغ میں قتل کردیئے جاتے ہیں۔"

"گویا وہ یہاں حملہ آوروں کو دیکھ کر بھاگ نکلے.... لیکن ان کا تعاقب کیا گیا.... انہوں نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے آپ کے گھر کا رخ کیا.... وہ آپ لوگوں سے واقف ہوں گے۔"

"ہاں! یہی کہا جاسکتا ہے۔"

"لیکن وہ حملہ آوروں سے بچ نہیں سکتے۔"

"پرویز الماس صاحب نے ایک حیرت انگیز اور خفیہ ترین چیز ایجاد کی ہے.... بس وہ اس کا فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں.... چنانچہ پروفیسر صاحب بھی غائب ہیں.... اس کا مطلب ہے انہیں اغوا کرلیا گیا ہے۔"

"بہت سنسنی خیز.... خیر.... کیا ہم اپنا کام شروع کریں۔"

"ہاں! ہم اپنا کام کرلیں۔"

"جی.... وہ کیا۔"

"پروفیسر الماس کی تلاش.... آخر انہیں کہیں نہ کہیں تو لے جایا گیا ہے.... دوسرے یہ کہ ہم نے اندر ایک پراسرار آواز سنی تھی.... کسی چیز کے گرنے کی آواز.... ہم اس آواز کا راز جاننے کی کوشش کرتے ہیں، تم اپنے ماتحتوں کو چاروں طرف کی تلاشی لینے پر لگادو۔"

"آپ فکر نہ کریں.... ایک ہی وقت میں سب کام شروع ہوجائیں گے۔" اس نے کہا اور انہوں نے اندر کا رخ کیا۔

اندر تین بڑے کمرے بالکل خالی پڑے تھے.... ان کے پیچھے ایک بڑا پائیں باغ تھا.... تینوں کمروں کے اوپر ایک رصدگاہ بنائی گئی تھی.... اس میں دوربینیں وغیرہ لگی ہوئی تھیں.... انہوں نے ان تینوں کمروں کو غور سے دیکھا.... رصدگاہ کو بھی دیکھا.... پھر باغ میں آئے اور اس کا ٹہلنے کے انداز میں جائزہ لینے لگے۔

"پروفیسر صاحب.... آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے ایسے ہی ان کے چہرے کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"مم.... مجھ سے.... مم.... میں نے کیا ہے جمشید.... کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ سب کچھ میرا کیا دھرا ہے۔" انہوں نے گھبرا کر کہا۔

انسپکٹر جمشید ہنس پڑے۔

"آپ کیسی باتیں کرتے ہیں.... آپ پر شک کرنے کا مطلب ہے.... اپنے آپ پر شک کرنا.... جب آپ کوئی انتہائی اہم چیز ایجاد کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو سب سے پہلا کام کیا کرتے ہیں۔"



"اس کی حفاظت کا انتظام۔" وہ بولے

"اس سلسلے میں کیا قدم اٹھاتے ہیں۔"

"سب سے پہلے میں اپنے ملک کے سائنس بورڈ میں اس ایجاد کے بارے میں رپورٹ لکھ کر بھیج دیتا ہوں.... تاکہ ملکی سطح پر بات ریکارڈ میں آجائے.... فارمولے کو میں اپنی سیف میں رکھتا ہوں اور اس کی کسی کو ہوا تک نہیں لگنے دیتا کہ وہ سیف میں کس جگہ ہے.... اس سیف کو میرے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا.... تجربہ گاہ کا کوئی ملازم بھی نہیں.... پھر اس پر باقی کام شروع کیا جاتا ہے۔" انہوں نے جلدی جلدی بتایا۔

"مطلب یہ ہوا کہ بات اس صورت میں باہر اگر پہنچ سکتی ہے تو سائنس بورڈ کے کسی رکن کی غداری سے۔"

"ہاں! اس کے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے۔"

"تو پھر آیئے.... ذرا سائنس بورڈ کے ارکان سے مل آئیں۔"

"اس وقت؟" پروفیسر داؤد دھک سے رہ گئے۔

"یہی تو وقت ہے بہترین۔" وہ مسکرا کر بولے۔

"لیکن جمشید.... اس وقت تو وہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں ہوں گے.... ایک ایک کے گھر جانا ہوگا.... انہیں جگانا ہوگا.... جب کہ دن میں ہم ان سے ایک ہی وقت میں ملاقات کرسکتے ہیں۔"

"نہیں پروفیسر صاحب.... ہمیں یہ کام رات کو ہی کرنا ہوگا.... اگر آپ سردی محسوس کررہے ہیں تو میں آپ کو گھر چھوڑ آتا ہوں.... پھر میں اکیلا

اس مہم پر نکلوں گا۔"

"کیوں.... کیا محمود، فاروق اور فرزانہ کو ساتھ نہیں لوگے۔"

"وہ اس کیس پر پہلے ہی کام شروع کر چکے ہیں.... کیس کا دوسرا سرا ہمارے گھر خود بخود پہنچ گیا ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں واقعی.... خیر تم بھی کیا یاد کرو گے.... میں ساتھ چلوں گا۔"

"ویسے تو اس کی ایک آسان ترکیب بھی ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرا کر بولے۔

"اور وہ کیا جمشید۔"

"یہ کہ ہم ان سب کو سائنس بورڈ میں بلوا لیتے ہیں۔"



"اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا.... ہم گھر جانے سے بچ جائیں گے اور اس طرح وقت بھی ضائع نہیں ہوگا۔" انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

وہ ان کے ساتھ باہر آئے.... اکرام اور اس کے ماتحت اپنے کام میں مصروف تھے۔

"کوئی خاص بات ہے اکرام؟"

"جی ہاں! ہے تو سہی.... لیکن یہ اندازہ نہیں کہ وہ کس حد تک خاص ہے۔"

"خیر.... تم بتاؤ۔"

"یہ ایک لاکٹ ملا ہے.... اس کی زنجیر ٹوٹی ہوئی ہے.... امید ہے کہ یہ کسی حملہ آور کا ہے۔"



انسپکٹر جمشید نے لاکٹ لے کر دیکھا.... ایک سادہ سا لاکٹ تھا.... جسے عام طور پر شوقین نوجوان اپنے گلے میں ڈال لیتے ہیں۔

"کم از کم.... لاکٹ پروفیسر الماس یا ان کے دونوں ماتحتوں میں تو کسی کا ہو نہیں سکتا۔" پروفیسر داؤد بولے۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں.... یہ کسی حملہ آور کا ہی ہے.... لیکن یہ تمہیں ملا کس جگہ سے' انہوں نے پوچھا۔

"آیئے.... میں دکھاتا ہوں وہ جگہ۔"

اکرام انہیں لے کر اس جگہ آیا جہاں سے لاکٹ ملا تھا.... یہ جگہ تجربہ گاہ سے باہر سڑک کی سمت میں تھی۔

"جب وہ واردات کرکے فرار ہو رہے تھے.... یہ غالباً اس وقت گرا ہے.... اور یہ کہ بھاگنے والے پیدل تھے.... گاڑی میں ہوتے تو لاکٹ گاڑی میں گرتا.... یا پھر یہ دوسرے اسسٹنٹ کے تعاقب میں نکلنے والوں میں سے کسی کا ہوگا۔"

"لیکن جمشید.... ہم اس لاکٹ سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔" پروفیسر بولے۔

"جاسوسی کے کاموں میں چھوٹی سے چھوٹی چیز بعض اوقات بہت اہم ثابت ہوتی ہے.... اکرام اس لاکٹ کو محفوظ رکھو اور کل جرائم پیشہ لوگوں کو دکھانا.... یا پھر محمود، فاروق اور فرزانہ کے حوالے کر دینا.... وہ خود اس کے مالک کا پتہ چلالیں گے۔"

"نہیں سر... یہ کام میں کروں گا... آپ فکر نہ کریں۔"

"شکریہ!" انہوں نے کہا اور سائنس بورڈ کی طرف روانہ ہوگئے... دفتر کے چوکیدار سے انہوں نے دروازہ کھلوایا... پھر ممبران کو فون کرنا شروع کیا... اس بورڈ کے کل پندرہ ممبر تھے... ایک گھنٹے کے بعد پندرہ کے پندرہ ممبر وہاں موجود تھے، لیکن ان کے چہروں سے بیزاری اور غصہ ٹپک رہا تھا... ان کے آرام میں خلل پڑا تھا... موسم بھی شدید سرد تھا... وہ خوش گوار موڈ میں کس طرح نظر آسکتے تھے۔

"آپ سب کو تکلیف دی... معافی چاہتا ہوں۔"

"آپ کو جو کام بھی تھا... کیا صبح نہیں ہوسکتا تھا۔"



"ضرور ہوسکتا تھا... لیکن میں نے صبح کا انتظار کرنا مناسب خیال نہیں کیا۔"

"خیر... بتائیں... کام کیا ہے۔"

"پروفیسر الماس نے آج کل میں... یا ایک آدھ ماہ پہلے اپنی کوئی ایجاد بورڈ کے حوالے کی تھی۔"

"اتنی سی بات کے لئے ہم سب کو بلانے کی کیا ضرورت تھی... جب آپ نے دفتر کھلواہی لیا تھا تو رجسٹر دیکھ کر یہ بات بھی معلوم کرسکتے تھے۔" ان میں سے ایک نے جھلا کر کہا۔

"اگر صرف اتنی سی بات معلوم کرنا ہوتی... تو میں ضرور صرف یہی کرتا... لیکن بات اس سے کہیں آگے ہے۔"



"انہوں نے ایک ماہ پہلے اپنی گیس والی ایجاد رجسٹر کرائی تھی۔" ایک اور نے کہا۔

"شکریہ... آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ آج رات ان کے دو اسسٹنٹ گولیوں سے چھلنی کردیے گئے ہیں۔ اور خود پروفیسر صاحب کو اغوا کرلیا گیا ہے۔"

"لیکن جناب... اس میں ہمارا کیا قصور... اگرچہ یہ خبر بہت سنسنی خیز اور افسوس ناک ہے۔" ایک نے کہا۔

"آپ میں سے کسی ایک کا قصور تو ضرور ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ... ایجاد اس قدر اہم ہے کہ پوری دنیا کے ملک اس کے فارمولے کو حاصل کرنا چاہیں گے... بلکہ حاصل کرنے کے چکر میں دوڑ شروع ہوسکتی ہے... بلکہ شاید دوڑ شروع ہوچکی ہے۔"

"جی... کیا مطلب؟" کئی آوازیں ابھریں... اب ان کی بیزاری اور غصہ ختم ہوتا جارہا تھا... اور آنکھوں میں خوف پھیلتا جارہا تھا۔

"حملہ آور ضرور ہمارے ملک کے تھے... لیکن انہیں یہ کام کوئی غیر ملکی ایجنسی بھی تو سونپ سکتی ہے۔"

"پتا نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"یہ کہ آپ میں سے کسی ایک نے کسی غیر ملکی ایجنسی کو یہ خبردی کہ

پروفیسر الماس نے اس قدر زبردست ایجاد کی ہے.... اس خبر کے لئے ان صاحب نے بڑا معاوضہ بھی حاصل کیا ہوگا.... میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔"

"آپ ہم سب کو بے ایمان کہہ رہے ہیں...." ایک نے جل کر کہا۔

"سب کو نہیں.... کسی ایک یا دو کو.... ورنہ آپ خود بتائیں.... کسی دشمن ایجنسی کو کس طرح اس ایجاد کا پتا چلا؟"

"یہ کام پروفیسر کے اسسٹنٹوں کا بھی تو ہوسکتا ہے.... ان کا قتل بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔"

"ہم اس پہلو سے بھی کیس کا جائزہ لے رہے ہیں.... لیکن مشکل یہ ہے کہ ان دونوں کو تو پہلے ہی ہلاک کردیا گیا ہے۔"



"ہوں.... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کام ہم میں سے کسی کا ہے۔"

"اسی بات کا فیصلہ کرنے کے لئے آپ سب کو یہاں بلانا پڑا ہے۔"

"لیکن آپ یہ بات کس طرح معلوم کریں گے۔"

"یہ میرا کام ہے.... آپ کا نہیں.... آپ اپنے بنک اکاؤنٹ نمبر مجھے لکھوادیں۔" وہ مسکرائے۔

"جی کیا مطلب؟" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

"آپ کا اکاؤنٹ کس کس بنک میں ہے.... اور کس کس نمبر کے تحت ہے.... یہ لکھوائیں.... اور اگر ایک سے زائد بنکوں میں آپ کے اکاؤنٹ ہیں تو ہمیں اکاؤنٹ کا نمبر لکھوادیں.... اگر آپ میں سے کسی نے کوئی



اکاؤنٹ نمبر چھپایا ہو اور بعد میں ہم نے اس کا سراغ لگالیا تو پھر ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہوگا.... ہاں اب شروع کریں۔"

وہ باری باری اپنے بنکوں کے نام اور اکاؤنٹ نمبر لکھوانے لگے....

جب سب کے سب لکھواچکے تو انہوں نے کہا۔

"اب آپ یہ بھی لکھوادیں کہ آپ کے اکاؤنٹ میں کتنی کتنی رقم جمع ہے۔"

"شاید ہم سب زبانی یہ نہ لکھواسکیں۔"

"کوئی بات نہیں.... جو لکھواسکتے ہیں لکھوادیں.... ورنہ اب مجھے بنکوں کے مینجروں کو بھی اٹھانا تو پڑے گا ہی۔"

"جی کیا مطلب؟" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

"آپ میرے ساتھ آئیں۔"

انسپکٹر جمشید نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

○☆○

# غلط کہتے ہو

وہ چونک کر اس کی طرف مڑے۔

"خیر تو ہے.... آپ کو کیا ہوا۔"

"ہم.... میرے گردے میں درد ہوگیا ہے۔" اس نے فوراً کہا۔



"پہلے بھی ہوتا رہتا ہے؟ آج بھی ہوا ہے۔"

"جی آج بھی ہوا ہے۔"

"خیر.... آپ کے لیے ڈاکٹر کا انتظام کردیتے ہیں۔"

"ایسے میں بے چارے ڈاکٹر ضرور آئیں گے.... میں ہی چلا جاتا ہوں کسی کے پاس۔" عامر ابرار نے کہا۔

"نہیں.... یہی تو مشکل ہے۔" محمود مسکرایا۔

"جی کیا فرمایا.... کیا مشکل ہے۔"

"آپ بغیر اجازت کہیں نہیں جاسکتے۔"

"وجہ" وہ بولا۔

"ہمیں آپ پر شک ہے.... آپ کا بٹوہ ایک لاش کے پاس سے ملا



ہے۔"

"کیا کہا.... لاش کے پاس سے' اس کا مطلب ہے.... جس نے یہ پرس چرایا تھا اس نے اب قتل کی واردات کرڈالی ہے.... ارے باپ رے۔"

"آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں.... اب ہم ڈاکٹر کے لیے فون کریں۔"

"رہنے دیں.... میں گھر میں گردے کے درد کی دوا رکھتا ہوں.... فی الحال اس سے کام چل جائے گا.... صبح ڈاکٹر کے پاس چلا جاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے.... اب آپ کو ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن چلنا ہوگا۔"

"لیکن.... میں کس طرح جاسکتا ہوں.... جب کہ میرے گردے میں درد ہے۔"

"اوہ ہاں.... اچھا ٹھیک ہے.... آپ کے گھر میں فون ہے۔"

"نہیں۔" اس نے کہا۔

"فرزانہ تم یہیں ٹھہرو.... میں فون کرکے آتا ہوں.... میں کسی کی ڈیوٹی لگاکر ہم جاسکتے ہیں۔"

"اچھا۔" اس نے کہا اور محمود باہر نکل گیا۔

اس وقت عامر ابرار اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کہاں چلے.... بیٹھے رہیے۔" فرزانہ نے سرد آواز میں کہا۔

"کیا میں لیٹرین میں بھی نہیں جاسکتا۔" اس نے گھور کر کہا۔

"ہاں نہیں جاسکتے...." وہ بولی۔

"میں جاؤں گا...." آپ مجھے نہیں روک سکتیں۔" اس نے تلملا کر

کہا۔

"کیا کہا.... آپ جائیں گے۔" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! آپ مجھے کس طرح روک سکتی ہیں۔"

"بہت اچھی طرح.... آپ قدم اٹھا کر دکھائیں۔"

اس نے جھلا کر قدم اٹھایا اور منہ کے بل گرا.... اس کے چہرے پر حیرت ہی حیرت نظر آئی۔

"حیرت ہے.... یہ آپ نے کیا کیا تھا۔"

"بس صرف ایک ٹانگ چلائی تھی.... ہم بھوتوں کی لاتوں سے اسی طرح پیش آتے ہیں۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"کیا کہا.... بھوتوں کی لاتوں سے.... یہ کیا بات ہوئی۔" اس نے منہ بنایا۔

"میں الٹ کہہ گئی.... اور اس میں میرا اتنا قصور نہیں ہے۔" فرزانہ نے ہنس کر کہا.... اسے فاروق کا خیال آگیا تھا۔

"پتا نہیں.... آپ کیا اوٹ پٹانگ باتیں کر رہی ہیں۔"

"اچھی بات ہے.... میں دراصل یہ کہنا چاہتی تھی کہ ہم لوگوں کے بھوتوں سے اسی طرح پیش آتے ہیں۔"

"اوہ خیر.... لیکن میں صرف لیٹرین تک جا رہا تھا۔"

"نہیں جاسکتے۔" اس نے کہا

"روک کر دکھائیں۔" اس نے پھر قدم اٹھایا۔



"ایک منٹ.... پہلے یہ سن لیں.... میں نے ابھی بہت نرم ٹانگ چلائی تھی.... اگر کہیں میں نے تیز ٹانگ چلادی تو آپ کے جسم سے خون بھی جاری ہوسکتا ہے۔"

"میں ان گیدڑ بھبکیوں میں آنے والا نہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے پھر قدم اٹھائے اور اس بار بہت تیزی بھی دکھائی.... لیکن فوراً ہی دوبارہ منہ کے بل گرا.... اس بار اس نے سر اٹھایا تو اس کے ناک سے خون بہہ رہا تھا۔

"میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔" فرزانہ نے کہا۔

"عین اس وقت محمود اندر داخل ہوا.... اور اس کے ناک سے بہتے خون کو دیکھ کر بولا۔"

"ارے.... یہ کیا ہوا؟"

"ان صاحب نے نکل جانے کی کوشش کی.... میں نے انہیں وارننگ دی.... لیکن ان کا خیال تھا کہ میں گیدڑ بھبکیوں سے کام لے رہی ہوں۔"

"اوہ اچھا.... خیر۔"

"میں لیٹرین تک جانا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ضرور کیوں نہیں.... چلئے میں بھی ساتھ چلوں گا۔"

"کیا آپ کے خیال میں میں فرار ہونے کا سوچ رہا ہوں.... جب کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔"

"یہ تو وقت بتائے گا۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے جھلا کر کہا۔

وہ لیٹرین میں چلا گیا.... محمود بدستور باہر کھڑا رہا.... آخر وہ باہر نکلا اور محمود اسے فرزانہ کے پاس لے آیا۔ آخر سادہ لباس والے وہاں پہنچ گئے.... انہیں اس کے پاس چھوڑ کر اور ہدایات دے کر وہ پولیس اسٹیشن پہنچے وہاں ایک سب انسپکٹر اونگھ رہا تھا.... ان کے کارڈ دیکھ کر اس کی نیند ہوا ہو گئی۔

"جی فرمایئے.... کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"ہم نے تھوڑی دیر پہلے فون کیا تھا۔"

"اوہ! وہ آپ تھے۔" اس نے فوراً کہا۔

"ہاں تھے تو وہ ہم ہی.... عامر ابرار نامی شخص نے اپنے پرس کی چوری کی رپورٹ درج کرائی تھی.... ذرا رجسٹر میں دیکھ کر بتائیں۔"



"جی بہتر! اس نے کہا اور رجسٹر کھولنے لگا.... ایک ورق الٹتے ہی وہ بولا۔

"جی ہاں.... اس نے رپورٹ درج کرائی تھی۔"

"ذرا ہمیں بھی دکھائیں۔"

انہوں نے رپورٹ پڑھ کر دیکھی.... اس روز صبح سویرے رپورٹ درج کی گئی تھی.... اور واقعہ گزشتہ رات کا بتایا گیا تھا.... وہ چند لمحے تک رجسٹر کو غور سے دیکھتے رہے.... پھر محمود نے کہا۔

"اس میں تو کوئی شک نہیں کہ رپورٹ درج ہے.... لیکن ایک بات پلے نہیں پڑی۔"



"جی وہ کیا۔"

"آپ یہ رپورٹ لکھنے کے بعد چند سطریں چھوڑ دیتے ہیں.... آپ کا یہ معمول اس پورے رجسٹر پر دیکھنے میں آتا ہے.... یعنی جس جگہ ایک رپورٹ مکمل ہونے پر.... دستخط وغیرہ کے بعد بھی آپ چند سطریں ضرور چھوڑتے ہیں.... جب کہ اس رپورٹ کے بعد کوئی سطریں نہیں چھوڑی گئیں۔

"خیال نہیں رہا کیوں۔"

"لیکن اس طرح سطریں چھوڑنا تو غلط ہے.... اب دیکھیے نا۔ کوئی جرائم پیشہ اپنے جرم کو چھپانے کے لیے ویسا کر سکتا ہو۔"

"جی کیا مطلب.... کیا کر سکتا ہے۔" وہ چونک کر بولا۔

"کہ آپ کو رشوت دے اور یہ کہ دے کہ فلاں تاریخ میں یہ رپورٹ درج کرلیں.... آپ ایسا بہت آسانی سے کر سکتے ہیں، کیونکہ اس تاریخ میں صفحے پر جگہ موجود ہے۔"

"کیا آپ مجھ پر رشوت لینے کا الزام لگا رہے ہیں۔" اس نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"ہاں!" محمود نے پرسکون آواز میں کہا۔

"آپ نے کیا فرمایا.... ہاں!" اس نے چونک کر کہا۔

"ہاں! میں آپ پر رشوت لے کر غلط تاریخ میں پرس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرانے کا الزام عائد کرتا ہوں۔

"دیکھئے.... آپ حد سے بڑھ رہے ہیں.... کیا آپ یہ بات ثابت بھی کرسکتے ہیں۔"

"ہاں کیوں نہیں.... یہ کیا مشکل ہے.... لیکن ہم عدالت میں یہ بات ثابت کرنا پسند کریں گے۔"

"کک کیا مطلب؟"

"ہم آپ کا جرم ثابت کریں گے.... اگر آپ کو اس پر اعتراض نہ ہو۔"

"آپ مجھے گرفتار کیسے کرسکتے ہیں۔"

"کیوں' کیا آپ نے آج تک اس طرح کسی کو گرفتار نہیں کیا۔"

وہ لگا بغلیں جھانکنے.... آخر اس نے کہا۔

"میں ہر طرح سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"جی کیا مطلب ہے وہ جب تک۔"

"آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

"آپ حقیقت بتادیں.... پھر شاید آپ کو گرفتار نہ کریں۔"

"یہ غلط رپورٹ ہے.... میں نے یہ رپورٹ رشوت لے کر درج کرلی۔"

"ہمارا بھی یہی خیال تھا.... کیونکہ اس شخص کا پرس تو آج رات ہمارے پائیں باغ میں گرا ہے.... رپورٹ کل درج کرائی گئی۔"

"ہاں! لالچ نے مجھے اندھا کردیا تھا.... اللہ مجھے معاف فرمائے۔"



"آپ اب بھی ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کررہے ہیں۔"

"جی کیا مطلب.... وہ کیسے؟"

"مطلب یہ کہ...."

"آپ نے یہ کام بھی رشوت لے کر نہیں کیا.... رشوت کی زندگی تو آپ کا روز کا کام ہے.... آپ لیتے ہی رہتے ہیں.... یہ رپورٹ کے بعد چند سطریں چھوڑنے کا مطلب بھی یہی ہے.... اور بھی ذرائع سے آپ رشوت لیتے رہتے ہوں گے۔"

"نن نہیں۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"ہم یہ بات بھی عدالت میں ثابت کریں گے۔"



"آخر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

"آپ جیسے لوگوں سے معاشرے کو پاک کرنا چاہتے ہیں۔" محمود نفرت بھرے انداز میں کہا اور پھر آئی جی صاحب کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یہ.... یہ آپ کیا کررہے ہیں۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"آئی جی صاحب کو فون کررہے ہیں۔"

"خبردار ہاتھ اوپر اٹھادو۔" اس نے بلند آواز میں کہا۔

"رشوت لینے والوں میں دلیری نام کو بھی نہیں ہوتی.... لہٰذا تم فائر نہیں کرسکو گے.... ہم جانتے ہیں۔"

محمود نے مسکرا کر کہا اور اس کا پستول والا ہاتھ جھک گیا.... پھر اچانک وہ اٹھ کر بھاگا.... لیکن فرزانہ پہلے ہی ہوشیار تھی.... اس کی ٹانگ چل گئی

اور وہ سر کے بل فرش پر آرہا۔

"ہم لوگوں کو یہ اجازت نامے بلا وجہ نہیں مل گئے۔" فرزانہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا.... پھر آئی جی صاحب کے حکم پر اسے گرفتار کرلیا گیا.... اب وہ عامر ابرار کے گھر پہنچے.... وہ سادہ لباس والوں کے درمیان بیٹھا برے برے منہ بنارہا تھا' انہیں دیکھ کر فوراً بول اٹھا۔

"بس! ہوگئی نا تصدیق میری بات کی.... رپورٹ درج ہے نا تھانے میں۔"



"جی ہاں درج ہے.... لیکن۔" محمود مسکرایا۔

"لیکن کیا؟" اس نے فوراً کہا۔

"وہ رپورٹ جعلی ہے.... پرس پائیں باغ سے آج ملا اور اندراج کل کی تاریخ میں ہوا ہے.... سب انسپکٹر نے اپنا جرم قبول کرلیا ہے' اور اسے گرفتار کرلیا گیا ہے.... اب آپ کی باری ہے.... آپ کیا کہتے ہیں۔"

"نن نہیں.... نہیں۔" اس نے چیخ کر کہا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا' نہیں.... نہیں.... نہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"میں نے کوئی جرم نہیں کیا.... مجھے بلاوجہ پھنسانے کی کوشش کی جارہی ہے۔"

"جی نہیں.... ہم کسی کو بلا وجہ کبھی نہیں پھانستے.... لوگ خود پھنستے



ہیں...." محمود نے کہا۔

"مجھے کیا پتا.... اس نے رپورٹ کل کی تاریخ میں کیوں مکمل کی.... میں نے تو رپورٹ آج ہی درج کرائی تھی۔"

"کتنے بجے۔"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے۔" اس نے کہا۔

"ہاں! اب آپ نے بالکل درست بات کی ہے.... اب یہ بھی اقرار کرلیں کہ آج آپ نے دو آدمیوں کو گولیوں سے چھلنی کیا ہے' یعنی پروفیسر الماس کے دونوں اسسٹنٹ۔"

اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔

"اسے گرفتار کرلیں۔" محمود نے کہا

اس نے ہتھکڑیاں چپ چاپ پہن لیں.... شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے بچنے کے کوئی امکانات نہیں رہے' اسے پولیس اسٹیشن لایا گیا۔

"ہاں! اب بتاؤ.... پروفیسر الماس کہاں ہیں۔"

"مجھے ان کے بارے میں بالکل کچھ معلوم نہیں۔" اس نے کہا

"تمہارے ساتھ اور کون کون تھا.... میرا مطلب ہے کل کتنے آدمی تھے تم۔"

"آٹھ۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ان سات کے نام بتاؤ۔"

"وہ مجھے مار ڈالیں گے۔" اس نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"تمہاری حفاظت کی جائے گی۔"

اس نے سات نام لکھوا دیئے، لیکن پتا نہ لکھوا سکا.... پتے پوچھنے پر اس نے کہا۔

"ہم ایک دوسرے کے گھروں سے واقف نہیں ہیں.... گولڈن کلب میں ہماری ملاقات ہوتی تھی۔"

"تم نے پروفیسر الماس کے دونوں ساتھیوں کو کیوں قتل کیا؟"

"باس کا حکم یہی تھا۔"

"چلو باس کے بارے میں بتاؤ۔"

"افسوس.... میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، ہم لوگ تو بس تنخواہ دار ملازم ہیں.... بڑی بڑی تنخواہیں مل جاتی ہیں اور ہم اس کا ہر حکم بجا لاتے ہیں۔"

"اور تم لوگوں کو حکم کس طرح ملتا ہے۔"

"گولڈن کلب کے ذریعے.... روزانہ رات کو دس بجے ہمارا وہاں موجود ہونا ضروری ہے.... وہ وہیں ہمیں بذریعہ فون حکم دیتا ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے.... اگر تمہارے ساتوں ساتھیوں نے تمہارے اس بیان کی تصدیق کی تو پھر ہم اس بیان کو درست مان لیں گے، اور اگر بیانات میں گڑبڑ ہوئی تو پھر تم سب سے ہم نبٹ لیں گے۔"

"باس ہمیں نہیں چھوڑے گا۔" اس نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"دیکھ لیں گے باس کو بھی.... پہلے یہ بتاؤ.... وہ تمہیں تنخواہیں کس





طرح دیتا ہے۔"

"تنخواہ.... نقد رقم کے لفافے بذریعہ ڈاک ہمارے گھروں میں آجاتے ہیں۔"

"تھانوں میں تو نقد رقم بھیجی ہی نہیں جاسکتی۔"

"رجسٹرڈ لفافے ہوتے ہیں.... ان پر یہ تو نہیں لکھا ہوتا کہ ان میں کیا ہے۔ کاغذوں کے درمیان نوٹ چھپے ہوتے ہیں۔"

"اور بھیجنے والے کا نام نہیں۔"

"گولڈن کلب.... راجیش کمار۔" اس نے کہا۔

"اچھی بات ہے.... اب تم حوالات میں آرام کرو.... ایک دو گھنٹے بعد پھر ملاقات ہوگی۔"

"اب میرا کیا بنے گا۔"

"بھئی انسانی خون سے ہاتھ تک رنگتے رہے ہو.... سزا تو ملے گی۔"

"نہیں.... نہیں۔" اس نے کانپ کر کہا۔

"دوسروں کو گولیوں سے چھلنی کرتے رہے ہو.... اور اب اپنی باری آئی تو لگے کانپنے۔" فرزانہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

پھر وہ گولڈن کلب کی طرف روانہ ہوگئے.... ایسے میں انھیں فاروق کا خیال آگیا۔

"حیرت ہے.... فاروق سے یہ امید تو ہرگز نہیں تھی.... میرا خیال تھا، وہ بن رہا ہے.... لیکن وہ تو سچ مچ سو گیا لحاف میں دبک کر۔"

محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"سردی کا موسم اسے پسند نہیں.... اور آج تو موسم بہت شدید ہے.... بس اس لیے وہ غوطہ لگا گیا.... خیر کوئی بات نہیں، وہ خود ہی شرمندہ ہوگا...." فرزانہ مسکرائی۔

گولڈن کلب پہنچے تو انہیں پتا چلا کہ کلب رات کو کھلا رہتا ہے۔ تمام دن بند رہتا ہے.... اور اس وقت چونکہ آدھی رات ہو چکی تھی، لہٰذا کلب کی رونق بہت زیادہ تھی، یوں لگتا تھا جیسے ان لوگوں کو رات کے آرام سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔

"یہ سب لوگ دن میں سوتے ہوں گے۔"

"ہاں! اور کیا کہا جاسکتا ہے.... اب ذرا ہم کام کرلیں۔"



محمود نے کہا اور سیدھا کاؤنٹر پر آکر کہا۔

"دیکھیے.... ہمیں راجیش کمار سے ملنا ہے.... لیکن یہاں تو کوئی راجیش کمار نہیں رہتا۔" کاؤنٹر مین نے کہا۔

"غلط کہتے ہو.... مسٹر میرا نام راجیش کمار ہے.... کیوں کیا بات ہے۔"

ان کی کمر کی طرف سے آواز سنائی دی۔

○☆○



# تم سانپ ہو

فاروق نے ان کے جانے کے بعد پائیں باغ والی کھڑکی کھولی اور باغ میں آگیا.... وہ سیدھا ایک درخت کی طرف گیا اور جھک کر کوئی چیز اٹھالی....

اب وہ پھر اپنے کمرے میں داخل ہوا اور زور سے اچھلا.... بیگم جمشید کمرے میں کھڑی انہیں گھور رہی تھیں۔

"یہ کیا حرکت ہے؟"

"جی.... آپ کا اشارہ میری کون سی حرکت کی طرف ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"پہلی بات تو یہ کہ تم ان کے ساتھ نہیں گئے.... اور ان کے جاتے ہی باغ میں کود گئے۔"

"وہ دراصل بات یہ ہے امی جان کہ یہ دونوں مجھے ہمیشہ نیچا دکھانے کے چکر میں رہتے ہیں۔ آج میں نے سوچا، کیوں نہ انہیں نیچا دکھادوں۔"

"لیکن کیسے.... تم باغ میں کیا کرنے گئے تھے۔"

"یہ اٹھانے گیا تھا۔" اس نے ہاتھ ان کے سامنے کردیا۔

انہوں نے دیکھا.... اس کے ہاتھ میں ایک مائیکرو فلم تھی۔

"یہ.... یہ کیا.... یہ تو مائیکرو فلم ہے۔"

"جی ہاں! اس میں ضرور اس ایجاد کا فارمولا ہے.... جس کے لیے غریب کو قتل کیا گیا ہے۔"

"اور ان دونوں میں سے کسی کی نظر اس پر نہیں پڑی۔" بیگم جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی نہیں.... صرف میری نظر پڑی تھی.... اور میں نے اس کو ٹھوکر مار کر دور سرکا دیا تھا۔"

"لیکن اب تم کیا کرو گے۔"

"دشمن اس ایجاد کو چرانے کے چکر میں تھا.... نادر جلال اور اس کے ساتھی کی قربانی سے وہ کامیاب نہیں ہو سکا.... اب میں فون کرکے ابا جان کو یہیں بلا لیتا ہوں.... اور اس طرح جب محمود اور فرزانہ ناکام واپس لوٹیں گے تو ان کے منہ لٹکے ہوئے ہوں گے۔"

"اوہ.... بہت خوب.... لیکن اس میں تمہارا کیا کمال ہوا۔"

"بات کمال کی نہیں.... بھاگ دوڑ کی ہے.... محمود اور فرزانہ سردی میں نہ جانے کہاں کہاں کی خاک چھان کر واپس آئیں گے.... جب کہ اصل چیز گھر میں تھی۔"

"تو تم انہیں بھی روک لیتے.... انہیں کیوں جانے دیا۔" بیگم جمشید مسکرائیں۔



"ان کے سر پر تو بس ہر وقت کام کا بھوت سوار رہتا ہے.... میں نے تو روکنے کی بہت کوشش کی تھی.... لیکن وہ رکے نہیں۔"

"اچھا خیر.... اب کرو فون۔"

فاروق نے اپنے کمرے میں رکھے سیٹ کا ریسیور ان کے کان سے لگایا اور پھر چونک گیا.... عین اس وقت لائٹ آف ہو گئی.... پورا گھر اندھیرے میں ڈوب گیا۔

"بیڑہ غرق.... لائٹ کو بھی اسی وقت جانا تھا۔"

"لیکن لائٹ گئی نہیں امی جان.... لے جائی گئی ہے۔" فاروق کی کپکپاتی آواز سنائی دی۔

"کک.... کیا مطلب۔"

"فرش پر لیٹ جائیں.... ورنہ دشمن کی کوئی گولی ہمیں چاٹ سکتی ہے.... آپ جانتی ہی ہیں.... ہمیں اس موقع پر کیا کیا کرنا ہوتا ہے۔"

"ہاں؟ تم فکر نہ کرو.... اور رینگنا شروع کر دو۔" وہ بولیں۔

دونوں رینگتے ہوئے اس کمرے سے نکل آئے اور ایک خاص سمت میں چلنے لگے.... چند منٹ میں ہی وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئے.... ایسے میں ایک آواز ابھری۔

"یہ کیا.... تم نے لائٹ کیوں آن کی؟"

"سر! ہم نے سوچا تھا.... اندھیرا ہونے پر یہ لوگ بوکھلا کر باہر نکل آئیں گے، اور ہم انہیں دبوچ لیں گے.... ورنہ آپ جانتے ہی ہیں....

انسپکٹر جمشید کا گھر کس قدر خطرناک ہے۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں.... تم لائٹ آن کردو.... میں دیکھ لوں گا۔" پہلی آواز میں غصے کی جھلک تھی۔

"جیسے آپ کی مرضی سر.... باس نے کہا تھا.... باہر۔"

"یار تم لائٹ آن کرو۔" اس بار چلا کر کہا گیا۔

فاروق چاہتا تو آواز کی سمت میں فائر کرکے انہیں ڈھیر کرسکتا تھا.... لیکن اس نے ایسا نہ کیا.... ان سے تو انہیں معلومات حاصل کرنا تھیں۔

اور پھر گھر روشن ہوگیا۔

"کیا ہمارے ساتھی گھر کے چاروں طرف موجود ہیں۔" اس نے پوچھا۔

"یس سر...." دوسرے نے کہا۔

"بہت خوب.... آؤ۔"

قدموں کی آواز سنائی دی.... اور پھر چار آدمی گھر کے صحن میں نظر آئے۔

"بھلا وہ اس وقت کون سے کمرے میں ہوں گے۔" پہلی آواز گونجی۔

"جی.... باورچی خانے میں۔"

بیگم جمشید اور فاروق حیرت زدہ ہوگئے.... حیرت کی بات تھی بھی.... دشمن ان کے بارے میں کس قدر جانتا تھا۔

"اور مائیکرو فلم بھلا انہوں نے کہاں چھپائی ہوگی۔"

"باورچی خانے میں ہی کسی برتن میں.... غیر ضروری سے انداز میں....



جیسے کوئی بے کار چیز پڑی ہو۔

"بالکل ٹھیک.... یہ لوگ ہمارے خلاف اس وقت بھلا کیا کریں گے۔"

"ہم پر کھولتا پانی ڈالیں گے۔"

"بہت خوب اس کا مطلب یہ کہ ان لوگوں نے مقابلے کی ٹھان لی ہے۔ اب ذرا انہیں یہ بھی بتادو کہ ہم ان کے کھولتے پانی سے محفوظ ہیں یا نہیں۔"

"سو فیصد محفوظ ہیں.... اس لیے کہ ہم فائر پروف لباس میں ہیں۔"

"لیکن فائر پروف لباس میں ہم کیوں آئے ہیں۔"

"ہم جانتے تھے.... کہ ہم انسپکٹر جمشید کے گھر جارہے ہیں.... ہم یہ بھی جانتے تھے کہ جب انسپکٹر جمشید گھر میں نہ ہوں تو وہ حملہ ہونے کی صورت میں بیگم جمشید کیا کرتی ہیں.... لہٰذا ہم اپنا بندوبست کرکے چلے ہیں۔"

"ہوں ٹھیک ہے.... اب ان لوگوں کو کوئی مشورہ دینا چاہیے.... لیکن پہلے انہیں یہ بتادو کہ ہمارے پاس اور کیا معلومات ہیں۔" طنزیہ انداز میں کہا گیا۔

"انسپکٹر جمشید تو پہلے ہی پروفیسر الیاس کی تجربہ گاہ جاچکے ہیں.... محمود اور فرزانہ کو پائیں باغ میں عامر ابرار کا پرس ملا تھا.... لہٰذا وہ عامر ابرار کی تلاش میں چلے گئے.... گویا گھر میں اس وقت صرف فاروق اور بیگم جمشید ہیں۔" دوسرے نے کہا۔

"لیکن.... فاروق آج ان کے ساتھ کیوں نہیں گیا۔"

تمہارے بتائے ہوئے حلیے کی وجہ سے ہم اسے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئے نا تو ضرور تمہاری سزا میں کمی کرانے کی کوشش کروں گا۔

"جی ہاں! اس کا حلیہ بہت واضح تھا اور کبھی نہ بھولنے والا۔"

"بہت خوب.... جلدی بتاؤ۔"

"وہ دبلا پتلا.... چھوٹے سے قد کا آدمی تھا.... ناک پر زخم کا بہت گہرا نشان.... جس کی وجہ سے اس کا چہرہ بہت خوفناک نظر آتا ہے.... دائیں گال پر ایک ابھرا ہوا سیاہ تل۔"

"یہ کیا.... یہ تو.... جانا پہچانا سا حلیہ ہے...." اکرام چونک اٹھا۔

"بہت خوب.... تو پھر جلدی کرو اکرام.... کہیں فارمولا اور نہ چلا جائے۔"



وہ اسی وقت ریکارڈ روم میں پہنچے.... مجرموں کی فائلیں جلدی جلدی دیکھی گئیں' اور آخر حلیے کے مطابق چہرہ ان کے سامنے آگیا۔

دوسرے ہی لمحے وہ کار میں بیٹھے اڈے جارہے تھے۔

"کیا خیال ہے.... اب ہم ایجاد واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے' اکرام۔"

"کیا کہا جاسکتا ہے...." اکرام نے کہا۔

"اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس کیس میں بہت گھاگ لوگوں سے کام لیا گیا ہے۔"

"یس سر.... یہ شخص بہت چھٹا پرزہ ہے.... کئی بار سزا یافتہ۔"



"لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ اپنے اڈے پر مل جائے۔"

"دیکھا جائے گا.... ڈھونڈ ہی لیں گے۔"

شہر سے باہر ایک عمارت کے سامنے انہوں نے گاڑی روک دی' عمارت بہت پرانے انداز کی تھی.... کار سے اتر کر اکرام نے دستک دی.... کئی منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک عورت کی آواز سنائی دی۔

"جی فرمایئے کیا بات ہے۔"

"ہمیں راجیش کمار سے ملنا ہے۔"

"وہ رات کو یہاں کہاں؟" اندر سے آواز سنائی دی۔

"تو پھر وہ کہاں ملیں گے۔"

"گولڈن کلب۔" اس نے کہا۔

"اوہ.... بہت بہت شکریہ۔"

وہ پھر گاڑی میں بیٹھ گئے.... گھر کا دروازہ بند ہوگیا۔

"اکرام اپنے دو ماتحت یہاں بھی مقرر کرو.... کہیں یہ عورت جھوٹ نہ بول رہی ہو۔"

"تو پھر اندر کی تلاشی لے لیتے ہیں۔"

"نہیں؟ اس طرح وقت ضائع ہوگا۔ صرف دو آدمی مقرر کردو.... اگر راجیش کمار یہاں سے نکلتا نظر آئے تو پھر یہ ہمیں فوراً اطلاع دیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اور تھوڑی دیر بعد وہ گولڈن کلب کی طرف اڈے جارہے تھے۔

○☆○

# اب کیا کریں

وہ اس کی طرف مڑے.... درمیانے قد کا ایک دبلا پتلا آدمی ان کے سامنے کھڑا تھا.... اس کے چہرے پر ایک شریر سی مسکراہٹ تھی۔

"حیرت ہے.... پھر یہ صاحب یہ کیوں کہ رہے تھے کہ یہ راجیش کمار نامی کسی آدمی کو نہیں جانتے۔"

"انہیں ہدایات یہی ہیں.... لیکن میں اپنے بارے میں بتا سکتا ہوں.... آپ کو مجھ سے کچھ کام ہے۔"

"ہاں ہے تو...." محمود نے کہا۔

"تو پھر آیئے.... الگ کمرے میں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔"

"شکریہ۔" محمود نے کہا اور ادھر فرزانہ کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

"لیکن بھئی.... ہم ہال میں کیوں نہ بیٹھیں۔"

"یہاں بہت شور ہے...." اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے.... کوئی بات نہیں فرزانہ۔" محمود نے کہا





"فرزانہ.... ان کا نام فرزانہ ہے۔" راجیش نے چونک کر کہا۔

"آپ کا چونکنا مصنوعی ہے.... سمجھے جناب۔"

"اوہو اچھا.... یہ اندازہ بھی لگالیا۔"

"کیا کریں.... مجبوری ہے.... لگانا ہی پڑتا ہے...." فرزانہ مسکرائی

"آیئے.... بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

وہ انہیں ایک الگ کمرے میں لے آیا.... کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"دروازہ بند کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"تاکہ شور اندر نہ آئے.... اس نے کہا۔

"خیر.... آپ ایک گروہ کے لیڈر ہیں.... یا باس ہیں.... آپ ان سے کام لیتے ہیں۔"

"یہ آپ کیا کہ رہے ہیں۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں کیا ہوا۔"

"بس ایک شریف انسان ہوں.... میں کیوں گروہ کا باس ہونے لگا۔"

"ہم یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔"

"تب وہ ثبوت بالکل جھوٹا ہوگا۔"

"پہلے آپ پوری بات سن لیں.... کیا خیال ہے۔"

"چلئے.... پوری بات بتا دیں.... مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"اس شہر میں ایک جرائم پیشہ گروہ ہے.... اس گروہ کے تمام کارکن

اس کلب میں رات دس بجے یہاں ضرور جمع ہوتے ہیں.... باس انہیں اس کلب کے فون پر ہدایات دیتے ہیں.... وہ اس کے احکامات پر عمل کرتے ہیں.... انہیں ہر ماہ تنخواہ دی جاتی ہے.... آپ جانتے ہی ہیں کہ انہیں تنخواہ کس طرح دی جاتی ہے۔"

"کیا مطلب.... بھلا میں کیوں جاننے لگا۔"

"اس طرح کہ انہیں جو رجسٹرڈ لفافے ملتے ہیں ان پر بھیجنے والے کا نام راجیش کمار ہوتا ہے۔"

"کیا.... نہیں۔" اس نے چلا کر کہا۔

"ہاں جناب! اب آپ بتائیں.... آپ کیا کہتے ہیں۔"

"آپ کے پاس اس بات کا ثبوت کیا ہے۔"

"ہم نے اس گروہ کا ایک آدمی گرفتار کیا ہے.... ابھی چھ سات آدمی اور گرفتار کریں گے.... فی الحال جو گرفتار ہوا ہے یہ اس کا بیان ہے.... اب اگر باقی ساتوں نے بھی یہی بیان دیا تو پھر آپ کا بیان کیا ہوگا.... یہ آپ سوچ لیں۔"

"مجھے اس سے کیا فرق پڑے گا۔" اس نے منہ بنایا۔

"کیوں بھلا؟" محمود نے کہا

"کوئی بھی میرے نام سے رجسٹرڈ پیکٹ بھیج سکتا ہے.... یہ کوئی ثبوت تو نہ ہوا۔"

"ہاں! یہ بات تو ہے۔" محمود مسکرایا۔



"تو بس پھر.... میرے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت پہلے جمع کرو۔"

"لیکن ہم اس بیان کی روشنی میں بھی آپ کو گرفتار کرسکتے ہیں۔"

فرزانہ مسکرائی۔

"تو پھر کیا ہے.... عدالت سے سزا تو نہیں دلواسکتے۔"

"وہ بعد کی بات ہے.... اس وقت تک ہم ٹھوس ثبوت بھی حاصل کرلیں گے۔"

"تو پھر.... آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

"سچ سننا۔"

"میں نے جو بتایا ہے.... وہی سچ ہے.... ہمارا اس گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔"



"اور اگر میں یہ کہوں کہ اس گروہ کے باس آپ ہی ہیں تو؟"

"یہ بات بھی آپ کو ثابت کرنا ہوگی۔"

"شکریہ.... انشاء اللہ ہم یہ بات بھی ثابت کریں گے۔"

"اور اگر یہ بات ثابت ہوگئی تو آپ کو پھانسی سے کم سزا نہیں ملے گی.... اس لیے کہ اس گروہ کی گردن پر ان گنت انسانوں کا خون ہے۔"

"دیکھا جائے گا۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"فرزانہ تم ذرا محمد حسین آزاد کو فون کر آؤ۔" محمود نے اس کی طرف دیکھا۔

"اوکے...." اس نے کہا اور اٹھ کر باہر جانے لگی۔

"کسی کو فون کرنے کی ضرورت نہیں.... مم.... میں کہیں نہیں جاؤ گے۔" اس کی سرد آواز گونجی.... فرزانہ نے مڑ کر دیکھا تو اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔

"بہت خوب! تو آپ نے اقرار جرم کر ہی لیا۔"

"ہاں کرلیا.... اور تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔"

"تم خود اپنا سب کچھ بگاڑنے پر تلے ہوئے ہو، ہمیں کیا ضرورت ہے، کچھ بگاڑنے کی۔" محمود نے منہ بنایا۔

"حد ہوگئی یعنی کہ.... آخر یہ کیا مذاق ہے۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"کیوں.... کیا بات ہے۔"

"نہیں یہ نقلی پستول سے ہمیں کس طرح ڈرا سکتے ہیں.... ہمیں تو لوگ اصلی پستول سے نہیں ڈرا سکتے...." فرزانہ ہنسی

"کیا کہا.... یہ نقلی پستول ہے.... دماغ تو نہیں چل گیا.... ابھی جب اس میں سے گولی نکل کر تمہارے سینے میں جائے گی تو پتا چلے گا۔"

"اس وقت کیا خاک پتا چلے گا.... اس وقت تو یہ زندہ ہی نہیں رہ جائے گی۔" محمود نے جل کر کہا۔

"ہم ادھر ادھر کی باتوں میں الجھ گئے.... میں فون کرنے جارہا ہوں۔"

"تم سمجھ رہی ہو.... یہ پستول نقلی ہے۔"

"ارے تو اس کو چلاتے کیوں نہیں.... انتظار کس بات کا ہے۔"

"میں بتاؤں۔" محمود نے فوراً کہا





"ضرور بتاؤ.... بتانے پر پابندی نہیں لگی ہوئی۔"

"یہ حضرت گولی چلنے کی آواز کی وجہ سے پریشان ہورہے ہیں.... کلب میں اس وقت بہت رونق ہے.... ساری رونق اس طرف آجائے گی۔"

"اوہ ہاں.... یہ تو ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہم انہیں دوسری ترکیب بتادیتے ہیں۔" محمود بولا۔

"کس بات کی ترکیب۔"

"جس سے آپ ہمارا مقابلہ کرسکتے ہیں.... اس طرح تو کلب کے گاہکوں کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوگی۔"

"دماغ تو نہیں چل گیا.... آخر ہم کیوں بتائیں انہیں ترکیب۔"

"بھئی ترکیب بتانے کی فیس لے لیں گے۔" محمود نے اسے گھورا۔

"حد ہوگئی.... محمود آج تمہیں یہ کیا ہوگیا ہے.... فاروق جیسی باتیں کررہے ہو.... عقل بیچ تو نہیں کھائی۔"

ابھی ہم اتنے غریب نہیں ہوئے کہ عقل بیچنے کی نوبت آجائے۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"خیر.... جب نوبت آجائے.... بتادیں.... بیچ دیں گے عقل۔"

"میں پاگل ہوجاؤں گا۔" راجیش کمار نے چلا کر کہا۔

"مبارک ہو.... اسی کی کمی تھی.... آپ کے پاگل ہونے کے بعد ہم فارغ ہوجائیں گے اور اطمینان سے اپنے گھر جاسکیں گے۔"

"اب چاہے کچھ ہوجائے.... میں گولی چلا کر رہوں گا۔"

"چلا بھی دو بھائی.... ہم تو انتظار کرتے کرتے سوکھ گئے ہیں۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

اور اس نے ٹریگر دبادیا.... فرزانہ تڑ سے گری، محمود اس سے بھی پہلے گر گیا تھا.... انہیں بچتے دیکھ کر اس نے پھر فائر کیا.... انہوں نے پھر اوٹ لگائی اور بال بال بچے۔

ساتھ ہی قدموں کی آوازیں سنائی دیں.... اور یہ لوگ دروازہ پیٹنے لگے۔

"خبردار.... اندر کیا ہورہا ہے.... راجیش صاحب۔" آپ ٹھیک تو ہیں.... کیا ہم دروازہ توڑ دیں۔"

"نہیں.... دروازہ میں نے خود بند کیا ہے.... گولیاں بھی میں نے چلائی ہیں.... یہاں سے چلے جاؤ اور کسی کو اس طرف نہ آنے دو.... سن لیا تم نے۔"

"لیس سر...." وہ ایک ساتھ بولے۔

"میں، اپنے کمرے میں اکیلا ہوں.... میرے ساتھ کوئی نہیں ہے.... کوئی آکر پوچھے تو کیا بتاؤ گے۔"

"آپ اپنے کمرے میں اکیلے ہیں.... آپ کے ساتھ اندر کوئی نہیں ہے۔"

"تب پھر آپ گولیاں کس پر چلا رہے تھے۔"



ایسے میں ایک آواز گونجی.... وہ سب چونک کر مڑے.... اندر موجود راجیش کے بھی کان کھڑے ہوگئے۔

○

"ہاں.... جو مائیکرو فلم تمہاری طرف اچھالی گئی.... وہ بالکل صاف ہے.... اس میں کوئی فارمولا نہیں ہے۔ اصل فلم میرے پاس ہے.... لہٰذا لگاؤ آگ۔" فاروق نے بلند آواز میں کہا۔

"نن.... نہیں۔" چنگے نے ہکلا کر کہا۔

"کیوں بھائی.... اب کیا ہوگیا ہے.... تم تو بڑے زور و شور سے ہمیں زندہ جلانے چلے تھے۔"

"اصلی فلم ہمارے حوالے کردو۔"

"کردیتے ہیں.... لیکن ایک شرط پر۔" فاروق بولا۔

"اور وہ شرط کیا ہے۔"

"سادہ فلم ہمارے حوالے کردو۔"

یہ کیا بات ہوئی.... ہم اس کا کیا کریں گے.... ہم سے اصل رقم لے کر یہ تو لگادیں گے آگ۔

"ارے ہاں! یہ بات تو میں بھول ہی گیا۔"

"تم میں بس یہی تو بری بات ہے.... بات بے بات ہر بات بھول جاتے ہو۔" بیگم جمشید نے شوخ آواز میں کہا۔

"اگر یہ جملہ میں نے کہا ہوتا تو جواب میں مجھے یہ ضرور سنایا جاتا....

کیا بات بات لگا رکھی ہے' بے کوئی تک۔"

"اچھا اب کام کی بات کرلو..... وقت بہت نازک ہے۔"

"آج تک کسی نے یہ تو کہا ہی نہیں کہ بہت طاقت ور ہے..... یہ بے چارے شروع سے ہی نازک چلا آرہا ہے۔"

"حد ہوگئی..... میں کہتی ہوں..... ان سے بات کرو۔"

"اوہ ہاں! اچھا تو برادران..... نہیں تم برادران اسلام نہیں ہوسکتے..... برادران اسلام ایسی حرکتیں نہیں کرتے' تو جناب! میں اپنی بھونڈی شرط واپس لیتا ہوں..... خالی قلم لے کر ہم کیا کریں گے..... آپ ایسا کریں کہ سودا کرلیں۔"



"کیا کہا..... سودا کرلیں..... کس چیز کا۔" بیگم جمشید نے حیران ہوکر کہا۔

"اسی قلم کا اور کس کا۔"

"تو تم نقد رقم لینا چاہتے ہو۔"

"ایسے معاملات میں تو ادھار چلتا بھی نہیں۔"

"ہم نے تو سنا تھا..... انسپکٹر جمشید رشوت کے پاس بھی نہیں پھٹکتے۔"

"ارے ہاں! میں تو یہ بات بھی بھول گیا..... خیر میں اپنی یہ بات بھی واپس لیتا ہوں۔"

"ضرور تمہارا دماغ چل گیا ہے..... لاؤ قلم۔"

"جونہی ہم قلم دیں گے..... تم ہمیں زندہ جلادو گے..... لہٰذا جب زندہ جلنا ہی ٹھہرا تو قلم بھی کیوں دیں۔" فاروق نے مسکراتے ہوئے کہا۔



"ہاں! یہ کہی ہے تم نے کام کی بات۔" بیگم جمشید خوش ہوگئیں۔

"خدا کا شکر ہے' آپ کو میری کوئی بات تو اچھی لگی۔"

"نہیں آگ لگائیں گے..... قلم دے دو۔"

"ہرگز نہیں..... بلکہ اگر تم نے باورچی خانہ میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہم قلم کو آگ پر رکھ دیں گے۔"

چولہا جل رہا ہے اور قلم چولہے سے بہت نزدیک ہے..... بلکہ عین آگ کے اوپر۔"

"خبردار..... اس کو آگ نہ دکھانا۔" ایک نے گرج کر کہا۔

"تم بھی تاؤ نہ دکھاؤ۔" فاروق مسکرایا

"اچھا جملہ ہے۔" بیگم جمشید نے فوراً کہا۔

"اب یہ گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکلے گا۔"

"یہ لڑکا تو ہمارا دماغ چاٹ جائے گا۔"

"سوال یہ ہے کہ کریں کیا۔"

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی۔

"آگئے..... یہ ضرور اس کے بھائی بہن ہیں..... اگر ہم انہیں پکڑلیں اور انہیں شوٹ کرنے کی دھمکی دیں تو یہ فوراً قلم ہمارے حوالے کردیں گے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"بہت خوب چنکے..... یہ ہوئی نا بات..... مزا آگیا..... تم لوگ یہیں ٹھہرو..... میں دروازہ کھولتا ہوں' میرے ساتھ تین ساتھی آئیں گے.....

کلاشن کوف سنبھال لو.... آنے والے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کریں تو
بے دھڑک فائر کر دینا۔"

ارے استاد.... آپ فکر نہ کریں.... ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں
گے۔ چٹکے کی آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی آواز سنائی دی۔

فاروق نے اپنی والدہ کی طرف دیکھا جیسے کہ رہا ہو۔

"اب کیا کریں۔"

بیگم جمشید نے کندھے اچکا دیئے.... جیسے کہ رہی ہوں۔

مجھے کیا پتا.... یہ تمہارا کام ہے.... تم کچھ کرو مجھ سے تو جہاں تک
ہوسکا فلم ان کے حوالے نہیں کی۔"

"ہاں! یہ تو خیر ہے.... اچھا خیر۔ یہ لوگ بھی کیا یاد کریں گے۔"

یہ کہ کر فاروق نے ایک عجیب حرکت کی۔

○☆○
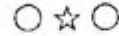


# فلم

"یہ.... یہ کون بولا تھا۔"

باہر سے کسی نے راجیش کو جواب نہ دیا.... دیتا بھی کیسے.... باہر انسپکٹر
جمشید موجود تھے۔ ان کے ساتھ اکرام اور دوسرے ماتحت بھی تھے اور ان
کی گنوں کا رخ ان کی طرف تھا۔

"مسٹر راجیش یہ میں بولا تھا.... مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں.... آپ کے
لیے بہتر یہی ہے کہ یہ دروازہ کھول دیں۔"

"اب تو میں ہرگز دروازہ نہیں کھولوں گا.... اگر آپ نے کوئی حرکت
کی تو آپ کے یہ دونوں بچے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید پیچھے ہٹتے چلے گئے.... پھر وہ بلا کی
رفتار سے دروازے کی طرف آئے اور اس سے ٹکرا گئے.... دروازہ اندر کی
طرف گرا اور ادھر محمود اور فرزانہ نے راجیش کمار پر چھلانگ لگا دی....
کیونکہ دروازہ ٹوٹنے پر وہ بوکھلا اٹھا تھا اور اس کی توجہ ان کی طرف نہیں
رہی تھی.... محمود کا ہاتھ اس کے پستول والے ہاتھ پر لگا.... پستول اس کے

ہاتھ سے نکل گیا' بس پھر کیا تھا... انہوں نے اسے لاتوں اور مکوں پر رکھ لیا.... اتنے میں اکرام بھی اندر آگیا اور اس نے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دیں۔

چند لمحے تک وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ جیسے سوچ رہا ہو.... یہ کیا ہوگیا۔

"اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"محمود.... فرزانہ.... اپنی کہانی سناؤ۔ اور ہاں فاروق تمہارے ساتھ نظر نہیں آرہا۔"

"وہ کام چور ہے.... سردی کا بہانہ کرکے ساتھ نہیں آیا۔"

"میں یہ بات نہیں مان سکتا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی کیا مطلب۔" وہ چونکے۔

"مطلب یہ کہ وہ کسی وجہ سے رکا ہوگا.... خیر وہاں پہنچ کر معلوم ہوجائے گا.... تم اپنی کہانی سناؤ' اور ان حضرات' کے بارے میں بھی بتاؤ۔"

انہوں نے جلدی جلدی کہانی سنادی۔

"بہت خوب! اب میں سناتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور تجربہ گاہ کے واقعات سنادیئے۔

"اس کا مطلب یہ.... ہمارا مجرم راجیش کمار ہے۔"

"نن.... نہیں...." وہ چلا اٹھا۔



"کیا ہوگیا ہے بھائی۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"میں مجرم نہیں ہوں۔"

"یار کیوں مذاق کرتے ہو.... اگر تم مجرم نہیں ہو تو پھر یہ اتنے نوٹ کیوں بیچ رہے ہو۔"

"اس گروہ کا سردار میں ہی ہوں.... ان سے کام میں ہی لیتا ہوں.... یہ دونوں قتل بھی میرے حکم پر میرے آدمیوں نے کیے ہیں.... لیکن اس کام کے لیے میری خدمات کسی اور نے حاصل کی تھیں.... آخر جب میں اتنا کچھ قبول کرسکتا ہوں تو کوئی اور جرم اگر میں نے کیا ہے تو وہ بھی تسلیم کرسکتا ہوں۔"



"شاید تم ٹھیک کہتے ہو۔"

"شاید نہیں.... یقیناً میں سچ کہہ رہا ہوں۔"

"ہاں! یہی نظر آتا ہے.... خیر تم تفصیل سناؤ اس نے تمہارے ذمے کیا ڈیوٹی لگائی تھی۔"

"یہ کہ ہمیں پروفیسر الماس کو اٹھا کر لانا ہے.... اس سلسلے میں جو بھی راستے میں آئے اس کو ختم کردینا.... چاہے اس کا تعاقب کرکے کیوں نہ ڈھیر کیا جائے.... دوسرا یہ کہ ان لوگوں کے پاس ایک مائیکرو فلم ہے.... جس کو جان پر کھیل کر بچانے کی کوشش کریں گے.... اس فلم کو بھی ان سے حاصل کرنا ہوگا۔"

اس نے جلدی جلدی بتایا۔

"پھر... اس کے بعد کیا ہوا۔"

"ہم نے تجربہ گاہ پر حملہ کیا... پروفیسر الماس نے مائیکرو فلم اپنے ایک اسسٹنٹ کو دے دی... وہ لے کر بھاگا... لیکن ہم نے اسے دروازے پر ہی ڈھیر کردیا... وہاں سے دوسرا لے کر بھاگا... اور اسے آپ کے گھر کے پائیں باغ میں ڈھیر کردیا گیا... اب میرے کچھ ساتھی وہاں مائیکرو فلم کی تلاش میں گئے ہیں' کیونکہ وہ فوری طور پر انہیں نہیں مل سکی تھی... بہرحال میرے ساتھی تم لوگوں کی ایک ایک رگ سے واقف ہیں' اور وہ ناکام نہیں ہوں گے۔"

"اوہ... اکرام اوہ... تب تو ہمیں فوراً اپنے گھر کا رخ کرنا چاہئے۔ اس سے ہم بعد میں بات کرلیں گے۔"



"ٹھیک ہے سر۔"

اور انہوں نے گھر کی طرف دوڑ لگادی... جس وقت وہ گھر کے باہر پہنچے تو اندر سے زبردست گڑبڑ کی آوازیں سنائی دیں۔

ارے باپ رے... شاید اندر محاذ گرم ہے۔" انہوں نے گھبرا کر کہا اور اندر داخل ہوگئے۔

"انہوں نے باورچی خانے سے مختلف برتن بجلی کی سی تیزی سے باہر آکر ادھر ادھر گرتے دیکھے' کچھ لوگ ان برتنوں سے بچنے کے لیے ادھر ادھر لڑھک رہے تھے... وہ اپنے ہی خون میں نہائے ہوئے تھے... گویا لاکھ کوشش کے باوجود برتنوں سے محفوظ نہیں رہے تھے۔



آخر انہوں نے بلند آواز میں کہا۔

"بس کرو بھئی... باقی کام میں کرلوں گا۔"

"ہائیں... آپ آگئے... چلئے پھر ہم رک جاتے ہیں... فاروق نے چہکتی آواز میں کہا۔

اور پھر ان لوگوں کو گرفتار کرلیا گیا۔

"ہاں بھئی اب بتاؤ... کس کے بھیجے ہوئے ہو... میرا مطلب ہے کس کے لیے کام کرتے ہو... یاد رکھو... غلط بیانی تمہارے حق میں زہر ہوگی۔"

ان سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"گویا تمہارا انچارج یہ ہے... خیر تم بتاؤ... تمہارا نام کیا ہے۔"

"چنچے..." اس نے کہا۔

"چن کر نام رکھا ہے۔" فاروق بولا۔

"کس کے لیے کام کرتے ہو۔"

"راجیش کمار کے لیے۔"

"یہ مائیکرو فلم حاصل کرنے کے چکر میں تھے ابا جان۔" فاروق نے ساری تفصیل سنادی... محمود اور فرزانہ کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"حیرت ہے... ہم تو فاروق کو صرف اور صرف کام چور خیال کررہے تھے۔" فرزانہ بولی۔

"دیکھا... میں نے کہا تھا نا؟ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔"

"آپ نے کیا کہا تھا.... یہ بھی تو بتائیں نا" فاروق نے بے تاب ہوکر کہا۔

"یہ کہ فاروق ہرگز کام چور نہیں ہے۔"

"شکریہ۔ ابا جان۔" فاروق نے شرماکر کہا۔

اب انسپکٹر جمشید نے اکرام کو فون کیا۔

"السلام علیکم اکرام.... باقی لوگوں کو بھی گرفتار کرلیا گیا ہے.... لہٰذا تم راجیش کمار کو ادھر ہی لے آؤ.... تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔"

"اوکے سر۔" اس نے کہا۔

"تھوڑی دیر بعد راجیش کمار ان کے سامنے موجود تھا۔

"اب تم بقیہ کہانی سنادو۔"

"پہلی بات تو یہ کہ پروفیسر الماس کہاں ہیں۔"

"انہیں شہر سے باہر جنگل میں ایک عمارت میں پہنچانا تھا' سو پہنچادیا۔"

"ٹھیک ہے.... ہمیں اس عمارت تک لے چلو۔"

"لے چلتا ہوں.... لیکن اب آپ کو وہاں پروفیسر کیسے ملیں گے.... اغوا کرانے والا انہیں لے گیا ہوگا۔"

"تم اس بات کو چھوڑو.... اور یہ بتاؤ کہ کیا اس نے تم سے ملاقات کی تھی۔"

"نہیں.... فون پر بات کی تھی.... میرے بارے میں اسے کسی سے





معلوم ہوگیا ہوگا.... کہ میں اس قسم کے کام کرتا ہوں۔"

اس نے جواب دیا۔

"ہوں خیر.... فون پر بات ہوئی تھی.... فون پر ہی سودا طے ہوا تھا۔"

"جی بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"لیکن.... رقم تو بذریعہ فون تم نے وصول نہیں کی ہوگی۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"جی ہاں! رقم کا بریف کیس ہمیں ایک ہوٹل کے کمرے سے ملا تھا.... ایک رجسٹرڈ لفافے کے ذریعے اس ہوٹل کے کمرے کی چابی مجھے ملی تھی' لفافے میں صرف چابی تھی.... کوئی ہدایات نہیں تھیں.... تاکہ چابی غلط ہاتھ میں پہنچ جائے تو بھی وہ اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھاسکے.... پھر اس کا فون ملا تھا۔

"فون پر اس نے ہوٹل کا نام اور کمرے کا نمبر بتایا تھا اور کہا تھا کہ رقم کا بریف کیس وہاں موجود ہے.... جاکر نکال لاؤں۔ اس طرح رقم مل گئی تھی۔"

"بہت خوب.... پہلے ہمیں اس عمارت میں لے چلیں جس میں پروفیسر صاحب کو لے جایا گیا.... پھر ہم اس ہوٹل کے کمرے میں چلیں گے۔"

"بہت بہتر.... لیکن ہمارا کیا بنے گا۔"

"جو کچھ کرتے رہے ہو.... اسی کے مطابق بنے گا.... فکر نہ کرو۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

"تب میں تعاون نہیں کروں گا"

"اوہو اچھا.... یعنی تم جنگل میں وہ عمارت نہیں دکھاؤ گے۔"

"ہاں!" اس نے جھلا کر کہا۔

"اور وہ کمرہ بھی نہیں دکھاؤ گے۔"

"ہاں! نہیں دکھاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے.... ذرا اسے شکنجے میں کس دو۔"

"ضرور کس دو.... کچھ نہیں بنے گا۔" اس نے کہا

"تم احمق ہو۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"وہ کیسے؟"

"جنگل والی عمارت کی طرف تو تمہارے آدمیوں میں سے کوئی ہمیں لے جاسکتا ہے.... کیونکہ اب تم ان کے کچھ کام نہیں کرسکو گے.... نہ رقمیں دے سکو گے.... باقی رہ گیا کمرہ وہاں ضرور تم اکیلے گئے ہوگے.... لیکن ہم اس کا بھی سراغ لگالیں گے۔"

"وہ کیسے؟"

"اگر تم ہمیں چیلنج کرتے ہو تو ہم تمہاری مدد کے بغیر عمارت تک بھی جاسکتے ہیں اور ہوٹل کے کمرے میں بھی۔"

"عمارت تک کو میرا کوئی آدمی لے جائے گا.... یہ بات مان لی.... لیکن ہوٹل کے کمرے تک کیسے جائیں گے۔"

"بہت آسانی سے تھوڑی سی محنت کرکے.... لہٰذا تم ہمارا وقت نہ





ضائع کرو اور خود ہی بتادو۔"

"پہلے آپ مجھے یہ یقین دلادیں کہ کمرے تک آپ میری مدد کے بغیر کس طرح جاسکتے ہیں۔"

"تمہارے کمرے سے اس ہوٹل کے کمرے کی چابی حاصل کرکے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا!!" وہ چلا اٹھا۔

"ہاں جناب.... ظاہر ہے.... بریف کیس نکال کر تم چابی ساتھ لے آئے ہوگے.... وہاں چھوڑ کر تو آئے نہیں ہوگے...." انہوں نے پرسکون انداز میں کہا۔

"مان گیا آپ کو۔"

"اور ہوٹل والوں کی چابی پر ہوٹل کا نام ہوتا ہے۔"

"آپ.... آپ بہت عقل مند ہیں.... چلیے میں آپ کو عمارت تک لے چلتا ہوں۔"

"پہلے وہ جنگل والی عمارت میں پہنچے.... یہاں ایک کمرے میں خون پھیلا ہوا تھا.... یوں لگتا تھا جیسے زبردست دھینگا مشتی ہوئی ہو.... دیواروں پر خون آلود ہاتھوں کے نشانات تھے.... کہیں گھسیٹے جانے کے نشانات تھے تو کہیں جوتوں کی رگڑ کے.... ان تمام نشانات کو محفوظ کرلیا گیا.... خون اگرچہ خشک ہوچکا تھا.... لیکن پھر بھی اس کا نمونہ لے لیا گیا تھا.... کچھ انگلیوں کے نشانات بھی ملے تھے۔

”تم پروفیسر الماس کو یہاں کس حالت میں چھوڑ گئے تھے۔“

”رسیوں سے بندھے ہوئے اس کمرے میں ڈال گئے تھے اور دروازے باہر سے بند کر گئے تھے۔“

”جب تم آئے تو کیا اس وقت عمارت کے دروازے کھلے تھے۔“

”جی ہاں بالکل۔“

”ٹھیک ہے.... آؤ اب چلیں ہوٹل کے کمرے میں.... امید تو نہیں.... لیکن اگر کمرہ اب تک بند پڑا ہے تو اس میں سے بھی انگلیوں کے نشانات مل سکتے ہیں۔“

وہ ہوٹل پہنچے.... ہوٹل کے مینجر کو ساتھ لے کر اس کمرے تک آئے.... اس پر ابھی تک تالا لگا ہوا تھا.... پہلے تالے پر سے اور دروازے پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھوائے گئے.... پھر تالے کو کھولا گیا.... اندر بھی صرف ماہرین داخل ہوسکے.... انہوں نے پورے کمرے میں انگلیوں کے نشانات اٹھالیے.... کمرے میں کچھ نہیں تھا.... ہوٹل کا عام فرنیچر تھا اور بس۔“

اب وہ واپس روانہ ہوئے.... مجرموں کو حوالات میں بند کیا اور خود گھر آئے.... اکرام اپنی ڈیوٹی پر روانہ ہوگیا۔

”رات! باقی وقت ہم آرام کر کے گزاریں گے.... کیونکہ اب جب تک دونوں جگہوں کے نشانات وغیرہ کی رپورٹیں نہیں مل جاتیں.... اس وقت تک اس کیس کے سلسلے میں کچھ نہیں ہوسکے گا.... اصل آدمی کون



ہے.... جس نے پروفیسر الماس کو اغوا کروایا اور فلم حاصل کرنا چاہی.... فلم اب ان کے پاس تھی....“ ایسے میں فرزانہ بولی۔

”ہم پروفیسر انکل کے ذریعے اس فلم کو تو چیک کرواہی سکتے ہیں۔“

”اوہ ہاں! ٹھیک ہے۔“

”اس کا مطلب ہے.... باقی رات بھی اب آرام سے نہیں گزرے گی۔“

”ہاں بالکل۔“ محمود مسکرایا۔

فاروق نے برا سا منہ بنایا اور پھر وہ تجربہ گاہ پہنچے.... پروفیسر داؤد گہری نیند سو رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

”کیا تم لوگ صبح نہیں آ سکتے تھے۔“

”آ سکتے تھے انکل.... آیئے ابا جان چلیں.... صبح آجائیں گے۔“

اور پھر وہ اس فلم پر جت گئے.... تھوڑی دیر بعد وہ لیبارٹری سے نکلے تو ان کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔

ان کی سوالیہ نظریں ان کی طرف اٹھ گئیں۔

○ ☆ ○
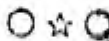
# خون کی رپورٹ

"کیوں خیر تو ہے پروفیسر صاحب.... انسپکٹر جمشید بولے۔

"مجھے تو ہر طرح سے خیریت نظر آتی ہے.... یہ قلم بالکل سادہ ہے.... اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلا اٹھے۔

اور پھر انسپکٹر جمشید فاروق کی طرف گھوم گئے۔

"یہ کیا بھئی۔"

"جی! بھلا اس بارے میں' میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"وہ دوسری قلم کہاں ہے.... جو تم نے ان لوگوں کی طرف اچھالی تھی.... کہیں تم نے اصل قلم تو نہیں اچھال دی تھی۔"

"جی نہیں.... اصل قلم کو تو میں فوراً خفیہ جیب میں رکھ لیا تھا اور اس وقت اس جیب سے نکال کر آپ کو دی ہے۔"

"اوہ! لیکن پھر یہ خالی کیوں ہے۔"

"میں اس سوال کا جواب کس طرح دے سکتا ہوں۔"





"خیر آؤ.... ذرا راجیش کمار سے دو دو باتیں کرلیں۔"

"کیا آپ کے خیال میں اس نے کوئی گڑبڑ کی ہے۔"

"ابھی میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکا.... معاملہ کچھ زیادہ ہی الجھ گیا ہے۔"

آخر وہ پولیس اسٹیشن پہنچے.... راجیش کمار کو حوالات سے نکال دیا گیا۔

"یہ قلم نادر جلال کے ہاتھ سے ہمارے پائیں باغ میں گری تھی.... جسے میرے بیٹے فاروق نے اٹھایا اور اس کے بعد تمہارے آدمیوں نے اس سے حاصل کرنے کی کوشش کی۔"

"تو پھر.... اب کیا ہوگیا ہے۔" اس کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"اس نامعلوم آدمی نے قلم کے بارے میں کیا ہدایات دی تھیں۔"

"یہ کہ قلم ہر حال میں حاصل کی جائے اور اسے جنگل والی عمارت میں پہنچادی جائے.... وہاں سے وہ خود اٹھالے گا.... لیکن ہم یہ حاصل بھی نہیں کرسکے.... پہنچاتے کیا۔"

"ہوں! تمہاری اطلاع کے ۔لیے عرض ہے کہ یہ بالکل سادہ قلم ہے.... اس میں کچھ نہیں ہے۔"

"کیا فرمایا.... اس میں کچھ نہیں ہے' یہ کیسے ہوسکتا ہے بھلا۔"

"ہم خود بھی سوچ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے بھلا۔"

"دوسرے یہ کہ ہم ابھی تک پروفیسر الماس کو بھی تو تلاش نہیں کرسکے۔"

"تلاش کرنے والی پارٹیاں پورے شہر کی خاک چھان رہی ہیں۔" اکرام بولا۔

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی.... معلوم ہوا' اکرام کا فون تھا۔

"ہاں کیا بات ہے۔" اکرام نے ریسیور لے کر کہا.... پھر دوسری طرف کی بات سن کر وہ چلا اٹھا۔

"کیا.... کیا واقعی.... اچھا ہم آرہے ہیں۔"

ریسیور رکھ کر اکرام نے ان کی طرف دیکھا۔

"شاید کوئی اہم اطلاع ملی ہے۔"

"جی ہاں! شہر کی شمالی سڑک پر ایک بے ہوش آدمی ملا ہے.... وہ کسی حد تک زخمی بھی ہے.... خیال ہے کہ وہ پروفیسر الماس ہیں۔"



"اوہ.... تو پھر چلو۔"

وہ اسی وقت شمالی علاقے کے لیے بس اسٹیشن پہنچے.... بے ہوش آدمی کو دیکھتے ہی انہوں نے جان کہا کہ وہ پروفیسر الماس ہی تھے.... انہیں وہ کئی تقریبات میں اکثر دیکھ چکے تھے۔

"انہیں ہوش میں لانے کی تدبیر کی گئی یا نہیں۔"

"ایک ڈاکٹر صاحب کو بلایا تھا' لیکن وہ انہیں ہوش میں نہیں لاسکا۔"

"خیر.... ہم کوشش کرتے ہیں۔"

انہوں نے اپنے ڈاکٹر کو فون کیا.... وہ فوراً وہاں پہنچ گئے.... پروفیسر صاحب کو چیک کیا گیا.... پھر ڈاکٹر نے انہیں ہسپتال لے چلنے کے لیے کہا....



آخر سب انہیں لے کر ہسپتال پہنچے.... پروفیسر صاحب کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع ہوئیں.... اور پھر کئی گھنٹے کی کوشش کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں.... اس وقت تک دن نکل گیا تھا.... گویا انہوں نے تمام رات جاگ کر گزاری تھی۔

"آپ کی طبیعت اب کیسی ہے پروفیسر صاحب۔" انسپکٹر جمشید ان پر جھک گئے۔

"کیوں! مجھے کیا ہوا ہے.... اوہ.... یہ میں ہوں کہاں۔"

"آپ ہسپتال میں ہیں۔"

"اوہ.... لیکن' کیوں.... مجھے کیا ہوا ہے۔"

"آپ ایک سڑک پر بے ہوش پڑے پائے گئے ہیں۔"

"کیا کہا...." وہ چلائے۔

"آپ زور سے نہ بولیے.... آپ کی تجربہ گاہ پر کسی نے حملہ کیا تھا۔"

"مجھے کچھ یاد نہیں آرہا۔"

"آپ کو اپنی نئی ایجاد کے بارے میں یاد ہے۔"

"نئی ایجاد.... وہ پٹرول کا بدل۔"

"ہاں ہاں.... وہی۔"

"اس کو کیا ہوا ہے۔"

"یہ سارا ہنگامہ وہی ایجاد حاصل کرنے کے لیے تھا.... کیا اس کا فارمولہ آپ نے کسی وڈیو فلم میں محفوظ کیا تھا۔"

"ہاں بالکل.... وہ قلم عرفان واسطی کے حوالے کی تھی میں نے...." انہوں نے کہا۔

جب تجربہ گاہ پر حملہ ہوا.... اور عرفان واسطی کے جسم میں گولیاں لگیں تو انہوں نے وہ قلم نادر جلال کے حوالے کردی' نادر جلال سے اس قلم کو لے کر وہاں سے بھاگا.... وہ ہمارے گھر کے باغ تک پہنچ گیا.... لیکن دشمن بھی تعاقب کرتے ہوئے وہاں تک پہنچ گئے.... انہوں نے نادر جلال کو بھی گولیوں سے چھلنی کردیا.... لیکن نادر جلال سے جو قلم ملی۔ وہ تو بالکل سادی تھی۔"

"کیا مطلب؟" پروفیسر چونکے۔

"ہاں جناب.... وہ بالکل سادہ تھی.... وہ قلم میرے بیٹے کے ہاتھ لگی تھی.... اسے باغ میں پڑی نظر آگئی تھی.... پھر اس قلم کو حاصل کرنے کی کوشش حملہ آوروں نے کی.... لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکے اور گرفتار ہوگئے.... ان کا سرغنہ بھی گرفتار ہوگیا.... اس سے معلوم ہوا کہ اس نے اپنے گروہ کے ذریعے آپ کو اغوا کرایا تھا اور جنگل میں واقع ایک عمارت تک پہنچایا گیا.... ایسا کرنے کے لیے کسی نامعلوم آدمی نے ان کی خدمات حاصل کی تھیں.... ہم نے اس عمارت کی تلاشی لی.... وہاں آپ نہیں ملے.... کچھ خون کے نشانات وغیرہ ضرور وہاں سے ملے تھے.... اب آپ سڑک کے کنارے بے ہوش ملے ہیں۔"



"تو پھر میری ایجاد کا فارمولا کہاں گیا۔" پروفیسر الماس نے بوکھلا کر



کہا۔

"یہ ماجرا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"تب پھر اس کا مطلب ہے.... فارمولا دشمن کے ہاتھ لگ گیا ہے...." پروفیسر الماس بولا۔

لیکن کیسے.... بقول آپ کے.... آپ نے فارمولے کی قلم عرفان واسطی کے حوالے کی تھی.... ان پر حملہ ہوا اور انہیں گولیاں لگیں تو انہوں نے نادر جلال کو دے دی.... نادر جلال سے قلم ہمارے باغ میں گری.... وہاں سے ہم نے اٹھائی.... دشمن نے اسے حاصل کرنے کی سرتوڑ کوشش کی.... لیکن حاصل نہ کرسکے.... اور وہ قلم وہ نہیں ہے.... یعنی اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔"

"عجیب بات ہے.... پھر اصل قلم کہاں گئی۔" پروفیسر حیرت زدہ انداز میں بولے۔

"خیر.... آپ آرام کریں.... ہم اس معمے کو خود ہی سلجھائیں گے۔"

اور پھر وہ گھر آگئے.... انہوں نے اکرام کو بھی گھر بلالیا.... رپورٹیں گھر سے منگوالیں اور لگے ان کا مطالعہ کرنے.... انہوں نے ایک ایک رپورٹ کو غور سے پڑھا.... ان میں ابھی خون کی رپورٹ نہیں تھی۔

"رپورٹیں پڑھ کر معاملہ اور الجھ گیا ہے.... اکرام ہسپتال کے ڈاکٹر سے بات کر آؤ۔" انہوں نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"اوکے سر۔" اس نے کہا اور نمبر ملائے.... جلد ہی ڈاکٹر کی آواز سنائی

دی۔

"ڈاکٹر صاحب! میں پروفیسر الماس صاحب کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں.... میں ان کے بارے میں بہت فکر مند ہوں۔"

"فرمایئے! آپ کیا جاننا چاہتے ہیں۔"

"یہ کہ پروفیسر صاحب کو آپ ہسپتال سے کب فارغ کررہے ہیں۔"

"وہ بالکل ٹھیک ہیں.... چاہیں تو اس وقت اپنے گھر جاسکتے ہیں۔"

"ان کی دماغی حالت تو ٹھیک ہے۔"

"ہمیں تو کوئی خرابی نظر نہیں آئی۔" وہ بولے

"ٹھیک ہے.... آپ انہیں فارغ کردیں۔"

"بہت بہتر!" دوسری طرف سے کہا گیا۔



تھوڑی دیر بعد انسپکٹر جمشید نے تجربہ گاہ فون کیا.... تو دوسری طرف سے پروفیسر الماس کی آواز سنائی دی۔

"آپ گھر پہنچ گئے۔"

"جی ہاں.... بالکل۔"

"اب آپ خود کو کیا محسوس کررہے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک۔" وہ بولے

"آپ کو اپنی ایجاد کے ضائع ہونے کا دکھ تو ہوگا۔"

"ظاہر ہے۔"

"لیکن آپ تو زندہ سلامت ہیں.... آپ فارمولا دوبارہ لکھ لیں.... اور



محفوظ کرالیں۔"

"میں اب یہی کروں گا.... لیکن یہ دکھ تو رہے گا کہ میری ایجاد سے کوئی اور ملک بے اندازہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔"

"ہاں! یہ تو ہے.... خیر آپ اس فارمولے کو کتنی دیر بعد دوبارہ تحریر کرلیں گے۔"

"یادداشت کے بل بوتے پر ایک گھنٹے میں تحریر کرسکتا ہوں۔"

"شکریہ.... بہت بہت۔"

"اب میں ایک گھنٹے بعد فون کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

اور پھر ایک گھنٹے بعد جب انہوں نے فون کیا تو پروفیسر الماس نے انہیں گھبرائی ہوئی آواز میں بتایا۔

"اف انسپکٹر صاحب.... یہ کیا ہوگیا.... اب پتا چلا.... میں بے ہوش کیوں پایا گیا تھا۔"

"کیا ہوا۔"

"میری یادداشت میں اب اس فارمولے کا دور دور تک پتا نہیں ہے۔"

"کیا!!!" وہ چلائے۔

"ہاں! ایک گھنٹے کی سرتوڑ کوشش کے باوجود میں فارمولے کا ایک جز بھی نہیں لکھ سکا۔"

"اوہ.... اوہ...." وہ دھک سے رہ گئے.... یہ خبر انتہائی سنسنی خیز تھی.... پھر انھوں نے کہا۔

"آپ پھر کوشش کریں.... مسلسل کوشش۔"

یہ کہ کر انھوں نے ریسیور رکھ دیا۔

"یہ تو کام خراب ہوگیا.... فارمولا مکمل طور پر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا.... ہماری تمام کوششیں رائیگاں گئیں.... عرفان واسطی اور نادر جلال کی قربانیاں بھی ضائع گئیں.... افسوس۔" انسپکٹر جمشید دکھ بھرے انداز میں بولے۔

"لیکن ابا جان! آخر یہ کیسے ممکن ہے.... انھوں نے پروفیسر الیاس صاحب کے ساتھ کیا کیا ہے.... اور وہ بھی ایک رات کے کچھ حصے میں۔"

"شاید کسی جدید مشین کے ذریعے ان کی برین واشنگ کردی گئی ہے.... ارے ہاں یار.... وہ جنگل والی عمارت میں ملنے والے خون کی رپورٹ نہیں آئی اب تک۔"

"میں ابھی فون کرتا ہوں سر.... لیکن ظاہر ہے.... وہ پروفیسر صاحب کا خون ہوگا.... ان کے جسم پر زخم ہیں۔"

"ہاں! یہ بات تو ہے.... خیر تم رپورٹ تو منگوالو۔"

"اوکے سر۔" اس نے کہا اور لیبارٹری کا نمبر لگانے لگا.... پھر ریسیور رکھ کر اس نے کہا۔

"تھوڑی دیر تک رپورٹ دی جائے گی سر۔"





"اچھی بات ہے۔" انھوں نے کہا اور کسی گہری سوچ میں گم ہوگئے۔

آخر رپورٹ پہنچ گئی.... رپورٹ پڑھ کر وہ بہت زور سے اچھلے۔

○☆○

# نیلام کردیا

رات بہت تاریک تھی.... ایسے میں ایک عمارت کے سامنے ایک کار آکر رکی.... اس میں ایک آدمی سیاہ لباس میں اترا اور اندر چلا گیا.... اس کے جانے کے فوراً بعد چار سائے کسی کونے سے نکلے اور عمارت کی طرف بڑھے.... انہوں نے پائپ کا راستہ اختیار کیا.... اور آخر وہ چاروں عمارت کے نچلے حصے میں پہنچ گئے.... ان کے قدم عمارت کے روشن کمرے کی طرف اٹھنے لگے۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا اور باتیں کرنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی.... وہ ایک دو منٹ تک اندر ہونے والی بات سنتے رہے.... پھر یک دم دروازے کو ٹھوکر مار کر اندر داخل ہوگئے.... کمرے میں موجود افراد بری طرح اچھلے.... ان کے چہروں کے رنگ آن کی آن میں اڑ گئے۔

اندر کل پانچ افراد تھے.... ان میں سے چار غیر ملکی تھے اور ایک ملک کا ہی رہنے والا تھا۔

"تو یہ چکر تھا.... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا.... کہ اس کیس کے مجرم



آپ بھی ہوسکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید کی سرد آواز گونجی.... کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اگر میں اس خون کا تجزیہ نہ کراتا تو کبھی بھی معاملے کی تہ تک نہ پہنچتا.... کیوں پروفیسر الماس صاحب!

لیکن وہ کیا جواب دیتا.... اس کا تو وہ حال تھا.... کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

"سانپ سونگھ گیا ہے شاید.... خیر میں سنا دیتا ہوں، آپ کو اپنی کہانی، اس اہم ترین ایجاد کو جب آپ نے ملک کے مرکزی دفتر میں درج کروایا تو وہاں کے ایک غدار نے ان غیر ملکیوں کو خبر کردی.... لہٰذا یہ لوگ فوراً آپ کے پاس آئے اور لگے آپ کو لالچ دینے.... آپ پہلے تو لالچ میں آئے نہیں، کیونکہ ایسا کام پہلے کبھی نہیں کیا تھا.... پھر جب انہوں نے ایک بہت بڑا لالچ دیا تو آپ نے سوچا.... تمام زندگی اپنے ملک کی خدمت کرکے بھی آپ کو اس دولت کا سواں حصہ نہیں ملے گا.... جس کی پیش کش یہ لوگ کررہے ہیں.... کیا خیال ہے.... میں غلط تو نہیں کہہ رہا.... انہوں نے بیرون ملک آپ کو ایک شاندار محل کی پیش کش کی.... ایک شاندار ہوٹل آپ کے نام کرنے کا معاہدہ کیا اور دس کروڑ ڈالر کی رقم سے بیرون ملک بنک میں آپ کے نام اکاؤنٹ کھلوادیا۔ اس طرح آپ نے ایجاد ان کے حوالے کرنے کا معاہدہ کیا، لیکن اس راستے میں مشکل یہ تھی کہ آپ ایجاد رجسٹر کرادیتے تھے.... لہٰذا یہ ڈرامہ رچایا گیا.... اپنی تجربہ گاہ پر راجیش کمار کے

گروہ کے ذریعے خود ہی حملہ کروایا گیا.... بے چارے عرفان واسطی کو حملے کے دوران سادہ مائیکرو فلم یہ کہہ کر دی کہ جان پر کھیل کر بھی اس کی حفاظت کرنا.... اور جب وہ گولیوں کا نشانہ بن گیا تو نادر جلال نے فلم اس سے لے لی اور بھاگ نکلا.... لیکن اسے بھی ختم کروا دیا گیا.... فلم کے بارے میں انہیں معلوم تھا کہ وہ سادہ ہے.... لیکن ہمیں یقین دلانے کے لیے اس فلم کو حاصل کرنے کا بھی ڈرامہ کیا گیا.... لیکن اس سارے ڈرامے میں کمی یہ رہ گئی کہ جنگل والی عمارت میں خون خود پھیلایا گیا.... کبوتر کا خون.... وہ پروفیسر الماس کا خون نہیں تھا.... اس کے جسم پر زخم بھی ہلکے سے خود بنائے گئے اور ان زخموں کو بھی کبوتر کے خون سے تر کر کے پٹیاں باندھی گئیں.... تاکہ ڈاکٹر یہ خیال نہ کریں کہ معمولی زخموں پر پٹیاں باندھی گئی ہیں.... اور برین واشنگ کرنے کا بھی ڈھونگ رچایا گیا.... آپ پر بہت افسوس ہے پروفیسر صاحب.... آپ سے ایسی امید ہرگز نہیں تھی کہ آپ خود کو بیچ دیں گے، اس ملک کی عزت نیلام کر دیں گے.... افسوس.... صد افسوس۔"

ان کی آواز سے غم جھانکنے لگا.... مجرم کا چہرہ اس طرح جھک گیا تھا جیسے اب زندگی بھر نہیں اٹھ سکے گا۔

○ ☆ ○





## ۲۵۰ روپے کا نقد انعام

# فارمولے کی واپسی

## کا انعامی سوال

سوال: اس ناول کی کہانی کو آپ کتنے فی صد نمبر دیتے ہیں؟

○

- سوال کا جواب کاپی سائز کاغذ پر لکھیں ---
- جواب الگ کاغذ پر دیں، تاکہ قرعہ اندازی میں آسانی ہو ---
- سوال کا جواب، ناولوں پر تبصرہ اور آئندہ ناولوں کی رعایتی قیمت پر خریداری کے لیے آرڈر وغیرہ کے لیے آپ ایک ہی لفافہ استعمال کر سکتے ہیں ---
- آپ سوال کا جواب ۱۰ مارچ تک ارسال کر دیں ---
- انعام درست جواب کی قرعہ اندازی کے ذریعے دیا جائے گا ---

--- ادارہ ---